قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵/۵۱)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

اسلامی خطبات

مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء ——— ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

جلد سوم

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ ○ لاہور

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

یعنی اپنا منہ لوگوں سے نہ موڑ۔ انہیں حقیر سمجھ کر یا اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر، لوگوں سے تکبر نہ کر بلکہ نرمی برت۔ خوش خلقی سے پیش آ۔ خندہ پیشانی سے بات کر۔

حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی اور ہنس مکھ بن کر مل۔ یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے۔ تہمد اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر۔ یہ کبر و غرور ہے جو خدا کو ناپسند ہے۔

"صعر" ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے یا سر میں، اور اس سے گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے پس متکبر شخص کو اسی ٹیڑھے شخص سے ملا دیا گیا — عرب عموماً تکبر کے موقع پر صعر کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور یہ استعمال ان کے شعروں میں بھی موجود ہے۔ زمین میں اکڑ کر غرور و تکبر سے نہ چلو۔ یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ تکبر کا ذکر آگیا تو آپ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے خود پسند مغرور لوگوں سے خدا غصہ ہوتا ہے۔ اس پر ایک صحابی نے کہا۔ یا رسول اللہ! جب میں کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں اسی طرح جوتے میں اچھا تسمہ بھلا لگتا ہے۔ کوڑے کا خوبصورت غلاف بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تکبر نہیں ہے۔ تکبر اس کا نام ہے کہ حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ اللہ تعالیٰ غرور کرنے والے گھمنڈی کو پسند نہیں فرماتا۔

اس لئے ایسے لوگوں کی سزا دوزخ ہے۔

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ کیا جہنم میں مغرور کا ٹھکانہ نہیں ہے، ضرور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(مسلم)

ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا۔

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ قیامت کے دن متکبروں کو میدان حشر میں اس طرح

Marfat.com

الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشٰهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ وَيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ.

(ترمذی)

سے لایا جائے گا جیسے چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ آدمیوں کی صورت ہیں۔ اور ہر طرف سے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور دوزخ کے جیل خانہ "بولس" میں ہانک کر ڈالے جائیں گے، ان پر زبردست جہنم کی آگ غالب ہوگی۔ ان متکبروں کو دوزخیوں کا دھوون پیپ اور لہو وغیرہ پینے کو دیا جائے گا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

تکبر کرنے سے دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(ابو داؤد)

جو شخص تکبر کرتے ہوئے اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

انسان ایک حقیر پانی سے پیدا ہوا ہے جو پیشاب کی جگہ سے پیشاب کی جگہ میں داخل ہوا اور پھر پیشاب کی جگہ سے واپس آیا اس کے لئے بڑائی اور تکبر لائق نہیں ہے۔ تکبر اور بڑائی خدا کی شان ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس میں کسی قسم کا عیب و نقصان نہیں ہے۔ ؎

مرا در ارسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی۔

تکبر و غرور سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ مغرور آدمی اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا سمجھتا ہے مگر حقیقت منکشف ہونے کے بعد بہت جلد ذلیل ہوتا ہے لوگ اسے دشمن سمجھنے لگتے ہیں اس لئے آپ اپنی عزت چاہتے ہو تو ہمیشہ تواضع کرو اور کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔

؎ اے ذوق کسی کو چشم حقارت سے نہ دیکھ
سب ہم سے زیادہ ہیں کوئی ہم سے کم نہیں

عام طور پر تکبر کرنے والے حسب و نسب، حسن و جمال اور مال و دولت پر تکبر کرتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک زوال پذیر ہے اور ذاتی خوبی کسی میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

لوگو! ہم نے تم کو ایک آدمی آدم اور ایک عورت "حوا" سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ورنہ

Marfat.com

عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

(سورہ حجرات)

اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو پرہیزگار ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادا پر فخر کرتے ہیں انہیں اس سے باز رہنا چاہئے وہ تو دوزخ میں جل بھن کر سیاہ ہو گئے تو ان پر فخر کرنا حماقت ہے۔ اگر لوگ باز نہ آئیں گے تو اللہ کے نزدیک اس گبریلے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے جو اپنی ناک سے پاخانہ گھسیٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ آدمی دو حال سے خالی نہیں۔ مومن پرہیزگار یا بدکار و بدبخت۔ سب کے سب ایک آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں اور مٹی میں تواضع و خاکساری ہے تکبر و غرور نہیں ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

تکبر مکن زینہار اے پسر — کہ روزے زدستش درآئی بسر

اے صاحبزادے! تکبر ہرگز مت کرو کیونکہ کسی روز اس کے ہاتھوں سر کے بل گرو گے۔

ہوشیار عقلمند کے لئے تکبر زیب نہیں دیتا۔ عقلمندوں نے اس نکتہ کو نادرِ نکتہ سمجھا ہے ؎

تکبر بود عادت جاہلاں — تکبر نیاید زصاحبدلاں

تکبر اور غرور نادانوں کی عادت ہے عقلمند آدمیوں کو تکبر زیب نہیں دیتا۔

تکبر نے شیطان کو خوار کر دیا۔ لعنت کے پھندے میں گرفتار کر دیا۔

کسے را کہ خصلت تکبر بود — سرش پر غرور از تصور بود

جس آدمی کی تکبر کی عادت ہوتی ہے اس کا سر غرور کے خیال سے بھر جاتا ہے۔

تکبر بود مایۂ مد بری — تکبر بود اصل بدگوہری

تکبر غرور اور بدبختی کی پونجی ہے اور یہ تکبر بدذاتی کی جڑ ہے۔

چو دانی تکبر چرا می کنی — خطا میکنی و خطا میکنی

جب تو جانتا ہے کہ تکبر بری چیز ہے تو پھر کیوں تکبر کرتا ہے تو خطا کرتا ہے اور یقینا خطا کرتا ہے۔

یہ تکبر اور غرور تعلی و ترفع اور تفضل و خود پسندی وغیرہ سب چیزیں قریب قریب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ یہ تمام چیزیں معیوب اور نازیبا ہیں۔

انسان اپنی حقیقت کو سوچے تو وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ میں کیا تھا، کیا ہو گیا اور کیا ہو جاؤں گا۔

Marfat.com

اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں رہنمائی فرمائی ہے غور سے پڑھئے۔ سمجھئے اور عمل کیجئے۔

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالَ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهٰى وَلَهٰى وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتٰى وَطَغٰى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَأَ وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ۔

(ترمذی)

وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جس نے اپنے آپ کو بہت ہی نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ و بلند قدر کو بھول گیا۔ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر و ظلم کیا اور ظلم و فساد میں حد سے گذر گیا اور خداوند جبار بلند تر کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو اپنے دینی کاموں کو بھول کر لایعنی باتوں میں مشغول ہو گیا اور مقبروں اور بدن کی پوسیدگی کو فراموش کر دیا۔ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو حد سے تجاوز کر گیا اور سرکش ہوا اور اپنی ابتدائی حالت اور انجام کار کو فراموش کر بیٹھا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دنیا کو دین کے دھوکے سے حاصل کرتا ہے یعنی دنیا حاصل کرنے کی غرض سے ریاکاری کرتا ہے اور مکر و فریب سے دنیا کماتا ہے، وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دین کو شبہات میں پڑ کر فریب دیتا ہے یعنی صریح حرام کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ شبہ سے مرتکب حرام ہوتا ہے اور اس کی تاویل کرتا ہے کہ اس حیلے سے اپنے تئیں بندہ ثابت کرے۔ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے حرص و طمع ارباب دنیا کے دروازے پر کھینچ لے جائے۔ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے اس کی خواہش نفسانی گمراہ کر دے۔ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے دنیاوی رغبت ذلیل و خوار کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر اور غرور و گھمنڈ سے بچائے رکھے اور تواضع و خاکساری اور دیگر مکارم اخلاق کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com
Marfat.com

شرک کی مذمت

اللہ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک وسہیم نہیں ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اور جوڑا۔ ہر اعتبار سے وہ یکتا لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اکیلا جاننے کو توحید کہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ عبادات وصفات میں دوسرے کو شریک کرنے کو 'شرک' کہتے ہیں۔

شرک کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک شرک فی الذات ہے جیسے کوئی دو تین خدا مانے یا اس سے بھی زیادہ خدا مانے۔ اور شرک فی الصفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کی طرح کسی مخلوق کے لئے کوئی صفت مانے۔ جیسے اللہ روزی دیتا ہے تو یہ سمجھے کہ دوسرا بھی روزی دیتا ہے۔ اللہ مارتا جلاتا ہے تو یہ سمجھے کہ دوسرا بھی مارتا جلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام عبادتوں کا مستحق ہے تو کوئی یہ سمجھے کہ دوسرا بھی عبادت کے لائق ہے اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اگر اللہ کے لئے کوئی اولاد لڑکی یا لڑکا یا جوڑا مانے تو یہ بھی شرک ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝	خدا کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنانا کہ ملامت خوردہ اور راندہ درگاہ ہو کر دوزخ میں ڈال دیا جائے کیا
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝	بیٹوں کے لئے تو اللہ نے تمہیں چھانٹ لیا اور خود اپنے لئے فرشتوں کو لڑکیاں بنا لیں۔ بیشک تم بہت بڑی بات بول رہے ہو۔"

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا	اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے سب لوگوں کو پیدا کیا۔ یہی تمہارا بچاؤ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کیا اور تمہیں روزی دی۔ خبردار جانتے کے باوجود اس کے ساتھ کسی کو شریک

Marfat.com

لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مقرر نہ کرو۔

دوسری آیت میں آیا ہے۔

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۝ الخ یعنی آسمان کو مضبوط چھت بنایا۔

اس کے باوجود وہ نشانیوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

صحیحین میں حدیث ہے۔ ابن مسعودؓ پوچھتے ہیں کہ حضورؐ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

حضرت معاذؓ والی حدیث میں ہے، کیا تم جانتے ہو کہ خدا کا حق بندوں پر کیا ہے۔ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کریں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ جو خدا چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہے کہ جو کچھ اللہ اکیلا چاہے!

طفیل بن سنجرہ حضرت عائشہ کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہود ہیں۔ میں نے کہا افسوس تم میں بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے ہو انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو لیکن افسوس تم کہتے ہو جو خدا چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔

پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا اور ان سے بھی اسی طرح پوچھا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ افسوس تم بھی مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہو۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

میں نے صبح اٹھ کر اپنے اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا پھر درِ نبوی میں حاضر ہو کر آپ سے بھی واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں: اب آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"طفیل نے ایک خواب دیکھا اور تم میں سے بعض سے بیان بھی کیا میں چاہتا تھا کہ تمہیں یہ کلمہ کہنے سے روک دوں لیکن فلاں فلاں کاموں کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا۔ یاد رکھو! اب ہرگز ہرگز "خدا چاہے اور اس کا رسول" نہ کہنا بلکہ یوں کہو کہ صرف اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہے (ابن مردویہ)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے صرف اتنا کہو کہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے (ابن مردویہ)

یہ تمام کلمات توحید کے سراسر خلاف ہیں۔ تمام کفار اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ جو نہ نفع دے

Marfat.com
Marfat.com

سکے نہ نقصان پہنچا سکے "

انسان کا یہ کہنا کہ قسم ہے اللہ کی اور قسم ہے آپ کی حیات کی یہ بھی شرک ہے۔ انسان کا یہ کہنا کہ اگر یہ کتیا نہ ہوتی تو چور ہمارے گھر میں گھس آتے، یہ بھی شرک ہے۔ کسی کا یہ قول کہ جو اللہ چاہے اور آپ، یہ بھی شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے بہت بیزار اور ناراض ہے خاص کر اولاد ٹھہرانے سے سخت ناراض ہے اس لئے اپنی خفگی کا اظہار قرآن مجید کی ان آیتوں سے کیا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

ان کا قول تو یہ ہے کہ خدائے رحمان نے بھی اولاد اختیار کی ہے یقیناً تم بہت بڑی اور بھاری چیز لائے ہو قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے زمین شق ہو جائے اور پہاڑوں کے ریزے ریزے ہو جائیں کہ تم خدائے رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے ہو۔ شان رحمان کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان و زمین جو کچھ بھی ہے سب کے سب خدا کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ ان سب کو گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن رکھا ہے یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم کے شروع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر فرمایا اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کا بھی جب عیسیٰ علیہ السلام بچے تھے اور ماں کی گود میں تھے اس وقت بات چیت نہیں کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے "صبی" کی حالت میں قوت گویائی عطا فرمائی اور اپنی عبودیت اور غلامیت کا اقرار ان لفظوں سے کیا۔

إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

بچہ بول اٹھا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں رہوں گا اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب

Marfat.com

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝

تک بھی میں زندہ رہوں اور اس نے مجھے میری والدہ کا خدمت گذار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا اور میری پیدائش کے دن

اور میری موت کے دن اور جس دن دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے۔

اس آیت سے خود ہی معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ خدا نہیں بن سکتی اور نہ خدا کا بیٹا ہو سکتی ہے۔ لیکن بعض نادانوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ رکھا ہے۔ اسی کی تردید میں اوپر آیت "تَكَادُ السَّمٰوٰتُ" نازل ہوئی ہے کہ یہ اتنی بری بات ہے کہ آسمان تھرتھرا کر ٹوٹ پڑے اور زمین جھٹکے لے کر پھٹ جائے اس لئے کہ زمین و آسمان خدائے تعالیٰ کی عزت و عظمت جانتے ہیں، تمام مخلوق اس کی وحدانیت کی شاہد ہے کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔

خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے ساری دنیا کانپ اٹھتی ہے، قریب ہوتا ہے کہ کائنات درہم برہم ہو جائے، شرک کے ساتھ کوئی نیکی کارآمد نہیں ہوتی کیا عجب کہ اس کے برعکس توحید کے ساتھ کل کے کل گناہ معاف فرما دے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (ج)

"اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ موت کے وقت جس نے اسے کہہ لیا، اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ صحابہ نے کہا اور جس نے زندگی میں کہہ لیا۔ آپ نے فرمایا اس کیلئے اور زیادہ واجب ہو گئی، قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ زمین و آسمان اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دوسرے پلڑے میں۔ تو وہ وزن میں ان سب سے بڑھ جائے۔

(ا) اس کی مزید دلیل وہ حدیث ہے جس میں توحید کے ایک چھوٹے سے پرچے کا گناہوں کے بڑے بڑے دفتروں سے بڑھ جانا آیا ہے۔

پس ان کا یہ مقولہ اتنا بڑا ہے کہ آسمان اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے کانپ اٹھیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ مسند احمد میں فرمان رسول ہے کہ ایذا دہندہ پر خدا سے زیادہ صابر کوئی نہیں۔ لوگ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس کی اولادیں مقرر کرتے ہیں اور وہ انہیں عافیت دے رہا ہے، روزیاں دے رہا ہے۔ برائیاں ان سے ٹالتا رہتا ہے، اس کی شان

Marfat.com
Marfat.com

بہت نرالی اور بے مثل ہے۔ اس نے خود ہی اپنی شان یہ بتلائی ہے کہ۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

پوچھو تو سہی کہ زمین اور اس کی سب چیزیں کس کی ہیں۔ بتلاؤ اگر جانتے ہو، وہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہدیجئے تو پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے، دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہدیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ پوچھو کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا۔ اگر تم جانتے ہو تو بتلادو۔ وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہدیجئے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دئے جاتے ہو۔ حق یہ ہے کہ ہم نے انہیں حق پہنچایا ہے اور یہ بالکل جھوٹے ہیں نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور معبود ہے۔ ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لئے لئے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر بلند ہونا چاہتا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ بہت نرالا ہے وہ غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے۔

یعنی اللہ جل وعلا اپنی وحدانیت، خالقیت، تصرف اور ملکیت کا ثبوت دیتا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ معبود برحق صرف وہی ہے، اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرنی چاہئے وہ واحد ہے اور لاشریک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور آپ نے اپنا ہاتھ قبے کی طرح بنا کر بتلایا۔ (ابوداؤد)

اور حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان و زمین اور کل مخلوق کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہی ہے جیسے کسی چٹیل میدان میں کوئی حلقہ پڑا ہو۔ اور یہ کرسی تمام چیزوں سمیت عرش کے مقابلے میں ایسے

Marfat.com
Marfat.com

ہی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تمہارے رب کے پاس رات دن کچھ نہیں اس کے عرش کا نور اس چہرے کے نور سے ہے۔ الغرض اس سوال کا جواب بھی وہی دیں گے کہ آسمان اور عرش کا رب اللہ ہے، تو تم کہو کہ پھر اس کے عذابوں اور اس کی سزاؤں سے کیوں نہیں ڈرتے؟ کہ اس کے ساتھ دوسروں کی عبادتیں کر رہے ہو۔

کتاب التفکر والاعتبار میں امام ابوبکر بن ابی الدنیا ایک حدیث لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اس حدیث کو بیان فرمایا کرتے تھے کہ:

"زمانہ جاہلیت میں ایک عورت پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں چرایا کرتی تھی اس کے ساتھ اس کا لڑکا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ اے اماں جان! تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ نے، کہا میرے والد کو کس نے پیدا کیا ہے کہا اللہ نے، پوچھا مجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ نے، بچہ نے پوچھا، ان آسمانوں کو؟ اس نے جواب دیا، اللہ نے، پوچھا، اور زمین کو؟ اس نے کہا اللہ نے، پوچھا، اور ان پہاڑوں کو اماں کس نے بنایا ہے؟ ماں نے جواب دیا، ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے، بچے نے پھر سوال کیا، اور ہماری ان بکریوں کا خالق کون ہے؟ کہا اللہ ہی ہے۔ اس نے کہا، سبحان اللہ! خدا کی اتنی بڑی شان ہے پس اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس قدر سما گئی کہ وہ تھر تھر کانپنے لگا اور پہاڑ سے گر پڑا اور خدا کو پیارا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ یکتا ہے نہ اس کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا شریک ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ کئی خدا ہیں تو ہر ایک کو اپنی مخلوق کا مستقل مالک ہونا چاہیئے تو موجودات میں نظام قائم نہیں رہ سکتا حالانکہ کائنات کا انتظام مکمل ہے، عالم علیا اور عالم سفلیٰ، آسمان و زمین وغیرہ کمال ربط کے ساتھ اپنے مقررہ کام میں مشغول ہیں، دستور سے ایک انچ ادھر ادھر نہیں ہوتے۔

پس معلوم ہوا کہ ان سب کا خالق و مالک خدا ایک ہی ہے نہ کہ متفرق کئی ایک۔ بہت سے خدا مان لینے کی صورت میں یہ بھی ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کو پست و مغلوب کرنا اور خود غالب ہونا چاہے گا اگر غالب آگیا تو مغلوب خدا نہ رہا اگر غالب نہ آیا تو وہ خدا نہیں یہ دونوں دلیلیں بتلا رہی ہیں کہ خدا ایک ہی ہے۔

متکلمین کے یہاں اس دلیل کو دلیل "تمانع" کہتے ہیں ان کی تقریر یہ ہے کہ اگر دو خدا مانے

جائیں یا اس سے زیادہ پھر ہر ایک دوسرے کے مخالف کام کا ارادہ کرے اب اگر دونوں کی مراد حاصل نہ ہو تو دونوں ہی عاجز ٹھہرے اور جب عاجز ٹھہرے تو خدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ واجب عاجز نہیں ہوتا اور یہ بھی ناممکن ہے کہ دونوں کی مراد پوری ہو کیونکہ ایک کے خلاف دوسرے کی چاہت ہے تو دونوں کی مراد کا حاصل ہونا محال ہے۔ اور یہ محال اس لئے لازم ہوا کہ دو یا دو سے زیادہ خدا فرض کئے گئے تھے۔ پس تعدد باطل ہو گیا۔

اب رہی تیسری صورت، یعنی یہ کہ ایک کی چاہت پوری ہو اور دوسرے کی نہ ہو۔ تو جس کی پوری ہوئی وہ غالب و واجب رہا اور جس کی پوری نہ ہوئی وہ مغلوب اور ممکن ہوا۔ کیونکہ واجب مغلوب نہیں ہو سکتا۔ تو اس صورت میں خداؤں کی زیادتی تعداد باطل ہوتی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ خدا ایک ہے۔ وہ ظالم، سرکش، حد سے گذر جانے والے مشرک جو خدا کے اولاد ٹھہراتے ہیں وہ اس کے شریک بتلاتے ہیں۔ ان کے ان بیان کردہ اوصاف سے ذات خدا بلند و بالا اور برتر و منزہ ہے۔ وہ تمام شرکاء سے پاک ہے۔ جسے مشرکین شریک خدا بتلاتے ہیں (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت و صمدیت کو سورۂ اخلاص میں نہایت جامع و مانع اور مختصر لفظوں میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ گویا سمندر کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے اس لئے اس کو ثلث القرآن کہا گیا ہے، مسند احمد میں ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور شجرۂ نسب بیان کیجئے، تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

کہدے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہم جنس ہے۔"

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ ہم حضرت عزیر کو پوجتے ہیں جو اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصرانی کہتے تھے کہ ہم حضرت مسیح کو پوجتے ہیں جو خدا کے بیٹے ہیں اور مجوسی کہتے تھے کہ ہم سورج چاند کی پرستش کرتے ہیں اور مشرک کہتے تھے، ہم بت پرست ہیں تو اللہ نے یہ سورت اتاری۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

Marfat.com

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ۔

یعنی وہ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسے اولاد کیسے ہوئی اس کی بیوی نہیں ہر چیز کو اس نے پیدا کیا ہے۔

وہی ہر چیز کا خالق ومالک ہے پھر اس کی مخلوق اور ملکیت میں اس کی برابری اور ہمسری کرنے والا کون ہوگا وہ ان تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ بیوی کی ضرورت ہے نہ اولاد کی حاجت ہے، خواہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ لیکن یہ مشرکین کی انتہا درجہ کی حماقت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سر لڑکیاں تھوپ دیں۔ اور اپنے لئے لڑکوں کو منتخب کرتے ہیں۔ ان کی حماقت کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں اس طرح بیان فرمایا ہے جس میں شرک واولاد کی مکمل نفی کی گئی ہے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے لڑکیاں مقرر کرتے ہیں اور اپنے لئے وہ جو اپنی خواہش کے مطابق ہے ان میں سے کسی کو جب لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ آہ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی یہ سفاہت وحماقت بیان فرمائی ہے کہ خدا کے مقرب فرشتے ان کے نزدیک بیٹیاں ہیں، یہ خطا کر کے ان کی عبادت کرتے ہیں، جو خطا پر خطا ہے۔ یہاں تین جرم ان سے سرزد ہوئے اولاً تو خدا کے لئے اولاد ٹھہرانا جو اس سے یکسر پاک ہے پھر اولاد میں سے بھی وہ قسم اسے دینا جو خود اپنے لئے پسند نہیں کرتے، یعنی لڑکیاں۔ کیا ہی الٹی بات ہے کہ اپنے لئے تو لڑکے اور خدا کے لئے لڑکیاں، پھر ان کی عبادت کرنا مزید غلطی ہے۔

یہ ان کا سراسر بہتان ہے جھوٹ ہے، کیسے ممکن ہے کہ خدا کے لئے اولاد ہو، پھر اولاد بھی وہ جو ان کے نزدیک نہایت ردی اور ذلیل چیز ہے۔

سورہ نجم میں بھی ان کی اس ناانصافی کو اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور منات تیسرے

Marfat.com
Marfat.com

الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝
تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزٰى ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ
سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ
سُلْطَانٍ ۝ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدٰى ۝

پچھلے کو کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں۔ یہ تو بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے دراصل یہ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے،

مشرکین مکہ نے اپنی حاجت روائی کے لئے من گھڑت بتوں اور دیوی دیوتاؤں کو بنا رکھا تھا ان میں سے یہ تین بت بہت مشہور تھے لات، منات اور عزیٰ اور اس کے ساتھ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اولاً تو اللہ کو نہ لڑکوں کی ضرورت ہے اور نہ لڑکیوں کی حاجت ہے تم اس پر بے انصافی کرتے ہو تو لڑکیوں کو خدا کے حوالے کرتے ہو جو تمہیں ناپسند ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک وصاف ہے، سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ
أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضٰى
أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝
وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ
هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ
الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

یہ صحیح ہے واقعہ عیسیٰ بن مریم کا یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک وشبہ میں مبتلا ہیں، اولاد خدا کے لائق ہی نہیں وہ تو بالکل پاک ذات ہے وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہدیتا ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتا ہے میرا اور تم سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہے تم سب اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے پھر یہ آپس میں اختلاف کرنے لگے پس کافروں کے لئے ویل ہے، اس بڑے دن کے آجانے سے۔

ایک دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ
آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ
كُنْ فَيَكُونُ ۝

حضرت عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک مثل آدم کے ہے کہ اسے مٹی سے بنا کر فرمایا ہو جا، اسی وقت وہ ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے تم سب اسی کی عبادت

کرتے رہو۔"

حضرت عیسیٰ کے اپنے بیان اور حکم کے خلاف بعد والوں نے لب کشائی کی اور ان کے بارے میں مختلف پارٹیوں کی شکل میں یہ لوگ بٹ گئے، چنانچہ یہود نے کہا کہ حضرت عیسیٰ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں۔ خدا کی لعنتیں ان پر ہوں کہ انہوں نے خدا کے ایک بہترین رسول پر بدترین تہمت باندھی اور کہا کہ ان کا یہ کلام وغیرہ سب جادو کے کرشمے تھے۔ اسی طرح نصاریٰ بہک گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو خود خدا ہے۔ یہ کلام تو اللہ ہی کا ہے۔ کسی نے کہا یہ خدا کا لڑکا ہے کسی نے کہا تین خداؤں میں سے ایک ہے۔

ہاں ایک جماعت نے واقعہ کے مطابق کہا کہ آپ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہی قول صحیح ہے اور اہل اسلام کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ زخرف میں یہ فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

کہہ دیجئے کہ اگر بالفرض رحمان کے اولاد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت گذار ہوتا۔ آسمان و زمین اور عرش کا رب ہے جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں ان سے وہ پاک ہے۔

لیکن خدا کی ذات ایسی نہیں جس کا کوئی ہمسر اور جس کا کوئی کفو ہو۔

یاد رہے کہ بطور شرط کے جو کلام وارد کیا جائے اس کا وقوع ضروری نہیں بلکہ امکان بھی ضروری نہیں جیسے کہ فرمان باری ہے۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ الخ۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ اولاد کی خواہش کرتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا لیکن وہ اس سے پاک ہے۔

پس آیت مذکورہ متلو میں اللہ تعالیٰ نے یہ سچ فرمایا ہے۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

کیا لڑکوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چھانٹ دیا ہے اور اپنے لئے فرشتوں کو لڑکیاں بنا لی ہیں۔ تم بہت ہی بڑی بات زبان سے نکالتے ہو۔

اس غلط عقیدے سے باز آجاؤ اور ایک واحد اللہ کو مان لو جو سب عیبوں سے پاک ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

Marfat.com

فضائل آیۃ الکرسی

اور نورِ الٰہی

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

اللہ ہی معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے اور نہ نیند اسی کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے وہ جانتا ہے جو اس کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے وہ اس کی منشا کے بغیر کسی چیز کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے وہ خدا ان کی حفاظت سے نہ تھکے نہ گھبرائے وہ تو بہت بڑا اور بلند ہے۔ دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے ممتاز اور روشن ہو چکی جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے، ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

Marfat.com
Marfat.com

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ سے اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہ تک آیت آیت الکرسی کے نام سے مشہور ہے جس کی حدیثوں میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جس گھر میں اور جس جگہ یہ آیت پڑھی جاتی ہے وہاں شیطان نہیں آسکتا۔ اس کے پڑھنے سے شیطان کے شر و مکر سے حفاظت ہوتی ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا۔

"اے ابو المنذر! کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں، خدا اور اس کے رسول ہی کو اس کا سب سے زیادہ علم ہے، آپ پھر یہی سوال کرتے ہیں، بار بار کے سوال پر جواب دیتے ہیں کہ آیت الکرسی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ابو المنذر خدا تجھے تیرا علم مبارک کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑی آیت یہی آیت الکرسی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ قیامت کے دن اس آیت کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہوں گے اور خدا کی تسبیح بیان کرے گی اور عرش الٰہی کے پائے سے لگی ہوگی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک کوٹھری تھی جس میں بورے میں بھری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا کہ روزانہ اس میں سے کھجوریں گھٹ رہی ہیں، ایک رات میں جاگتا رہا اور اس کی نگرانی کرتا رہا تو میں نے دیکھا کہ ایک جانور جوان لڑکے کی طرح آیا، میں نے اس سے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو انسان ہے یا جن۔ اس نے کہا میں جن ہوں، میں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو دے اس نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تو کتے جیسا ہاتھ تھا اور اس پر کتے جیسے بال بھی تھے۔ اس نے کہا کہ ہاں تمام جنوں کی پیدائش اسی طرح ہے اور یہ بھی کہا کہ تمام جنوں کو معلوم ہے کہ میں تمام جنوں سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ میں نے اس سے کہا بھلا تو میری کھجوریں کیوں چرا چرا کر لے جاتا ہے؟ اور تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا۔ اس نے کہا۔

بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحِبُّ الصَّدَقَۃَ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُصِیْبَ مِنْ طَعَامِکَ۔

مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم صدقہ کو پسند کرتے ہو تو میں نے اپنے جی میں کہا میں اس سے کیوں محروم رہوں اور میں تمہارے صدقہ خوروں میں سے ہو جاؤں۔

میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری برائی سے کون سی چیز بچانے والی ہے۔ اس نے کہا۔ جو

Marfat.com

Marfat.com

وشیطان سے بچانے والی یہی آیت الکرسی ہے، میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا۔ اس خبیث نے یہ بات تو سچی کہی ہے۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"میرے گھر میں سے جن چرا چرا کر لے جایا کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی آپ نے فرمایا۔ اب تم جاؤ اور جب اس کو دیکھو تو کہو کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے قسم کھائی کہ آئندہ نہیں آئے گا۔ میں نے چھوڑ دیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے رات کے قیدی کو کیا کیا، کہا کہ اس نے قسم کھائی کہ نہیں آئے گا اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے جھوٹ بولنے کا عادی ہے وہ پھر ضرور آئے گا چنانچہ دوسری رات کو پھر آیا، میں نے پکڑ لیا اس نے قسم کھائی تو میں نے چھوڑ دیا، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تمہارے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے پورا واقعہ بیان کیا۔

اس طرح سے تین دن تک اس نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے دن میں نے پکڑ کر کہا کہ اب میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے چلوں گا۔ اس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک دعا بتا دیتا ہوں۔ جب تم اس کو پڑھ لیا کرو گے تو تمہارے گھر میں کوئی شیطان نہیں آیا کرے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کون سی دعا ہے؟ کہا کہ وہ آیت الکرسی ہے میں نے اسے چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، اس نے سچ کہا، اگرچہ وہ جھوٹا ہے۔ (ترمذی، ترغیب وترہیب)

اسی قسم کا واقعہ حضرت ابوہریرہؓ کا ہے جو بخاری شریف میں ہے فرماتے ہیں کہ میں رمضان کے صدقۃ الفطر پر پہرہ دے رہا تھا، شیطان آیا اور سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا۔ تیسری مرتبہ اس نے بتایا کہ اگر تو رات کو بستر پر جا کر اس آیت الکرسی کو پڑھ لے گا تو خدا کی طرف سے تجھ پر نگراں مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ آسکے گا۔

اس آیت میں اسم اعظم (الحی القیوم) ہے اور پچاس کلمے ہیں اور ہر کلمہ میں پچاس برکتیں ہیں اس کے پڑھنے سے رنج وغم دور ہو جاتا ہے روزی میں کشادگی ہو جاتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس مبارک آیت الکرسی میں دس مستقل جملے ہیں، پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

لی واحدانیت کا بیان ہے کہ تمام مخلوق کا وہی ایک اللہ ہے۔ دوسرے جملے میں ہے کہ وہ زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی وہ دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

پس تمام موجودات اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے۔ پھر فرمایا، نہ تو اس پر کوئی نقصان آئے نہ کبھی وہ اپنی مخلوق سے غافل اور بے خبر ہو بلکہ ہر شخص کے اعمال پر وہ حاضر، ہر شخص کے احوال پر وہ ناظر اور دل کے ہر خطر سے وہ واقف ہے۔ کائنات کا کوئی بھی ذرہ اس کی حفاظت اور علم سے کبھی باہر نہیں، نیند غفلت اور بے خبری سے اس کی ذات پاک ہے۔

آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کی ماتحتی اور اس کی سلطنت میں ہیں جیسے کہ فرمایا۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یعنی زمین و آسمان کی تمام چیزیں رحمان کی غلامی میں حاضر ہونے والی ہیں کوئی نہیں جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کر سکے جیسے ارشاد ہے۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى۔ کسی کی وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اس کی جس سے خدا خوش ہو۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کا جلال اور اس کی کبریائی بیان ہو رہی ہے کہ بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے کسی کی جرأت نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش کے لئے زبان کھولے۔

حدیث شفاعت میں بھی ہے کہ میں خدا کے عرش کے نیچے جاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں ہی چھوڑ دے گا جب تک چاہیگا پھر کہا جائیگا اپنا سر اٹھاؤ۔ کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو منظور کی جائے گی۔

آپ فرماتے ہیں پھر میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں لے جاؤں گا

کرسی سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے علم منقول ہے دوسرے بزرگوں سے دونوں پاؤں رکھنے کی جگہ منقول ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مروی ہے اور یہ بھی ہے کہ اس کا اندازہ بجز ذات باری تعالیٰ کے اور کسی کو معلوم نہیں خود ابن عباس رضؓ سے بھی مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مرفوعاً یہی مروی ہے لیکن رفع ثابت نہیں۔

ابو مالک فرماتے ہیں۔ کرسی عرش کے نیچے ہے، سدی کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کرسی کے جوف میں ہیں اور عرش کے سامنے کرسی ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر پھیلا دئے جائیں اور سب کو ملا کر بسیط کر دیا جائے تو کرسی کے مقابلے میں ایسے ہوں گے

Marfat.com
Marfat.com

جیسے انگوٹھی کا ایک حلقہ چٹیل میدان میں۔

ابو ذر غفاری نے ایک مرتبہ کرسی کے بارے میں سوال کیا تو حضورؐ نے قسم کھا کر یہی فرمایا اور مزید ارشاد فرمایا کہ پھر عرش کی فضیلت کرسی پر بھی ایسی ہی ہے۔

مسلمانوں میں ہیئت دان متکلمین کہتے ہیں کہ کرسی آٹھواں آسمان ہے جسے فلک ثوابت کہتے ہیں اور جس پر نواں آسمان اور ہے جسے فلک اثیر کہتے ہیں لیکن دوسرے لوگوں نے اس کی تردید کی ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ کرسی بھی عرش ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کرسی اور ہے اور عرش اور ہے جو اس سے بھی بڑا ہے جیسے کہ آثار و احادیث میں وارد ہوا ہے۔

پھر فرمایا کہ خدا پر ان کی حفاظت بوجھل اور گراں نہیں بلکہ سہل اور آسان ہے تمام مخلوق اس کے سامنے حقیر، متواضع، پست، محتاج اور فقیر ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب اور ہر چیز کا مالک و نگران ہے۔ وہ رفعت و بلندی والا اور عظمت و کبریائی والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسی لئے فرمایا۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

یہ آیتیں اور ان جیسی دوسری آیتیں اور صحیح حدیثیں جتنی کچھ ذات صفات باری میں وارد ہوئی ہیں ان سب پر ایمان لانا بغیر کیفیت معلوم کئے اور بغیر تشبیہ دئے جن الفاظ میں وہ وارد ہوئی ہیں ضروری ہے۔ یہی طریقہ ہمارے سلف صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ الخ دین کے بارے میں زبردستی نہیں ہے کہ کسی کو جبراً اسلام میں داخل کرو۔ اسلام کی حقانیت واضح ہو چکی اس کے دلائل و براہین بیان ہو چکے پھر کسی پر جبر و زبردستی کرنے کی کیا ضرورت، جسے خدا ہدایت دے گا جس کا سینہ کھلا ہو، دل روشن اور آنکھیں بینا ہوں گی وہ خود اس کا دلدادہ اور شیدا ہو جائے گا۔

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ مدینہ کی مشرکہ عورتیں جب انہیں اولاد نہیں ہوتی تھی تو نذر مانتی تھیں کہ اگر ہمارے یہاں اولاد ہوئی تو ہم اسے یہودی بنا دیں گے اور یہودیوں کے سپرد کر دیں گے۔ اس طرح ان کے بہت سے بچے یہودیوں کے پاس تھے۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے ادھر یہودیوں سے جنگ ہوئی اور آخر ان کی اندرونی سازشوں اور فریب کاریوں سے نجات پانے کے لئے سرورِ رسل علیہ السلام نے حکم جاری فرمایا کہ ان بنی نضیر کے یہودیوں

کو جلاوطن کر دیا جائے۔

اس وقت انصاریوں نے اپنے بچے جو اُن کے پاس تھے ان سے طلب کئے تاکہ انہیں اپنے اثر سے مسلمان بنالیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصار کے قبیلے بنو سالم بن عوف کا ایک شخص تھا جس کے دو لڑکے نصرانی تھے اور خود مسلمان تھا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان لڑکوں کو جبراً مسلمان بنالوں ویسے تو وہ عیسائیت سے ہٹتے نہیں، اس پر یہ آیت اتری اور ممانعت کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

دین کے بارے میں کوئی زبردستی، سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے ممتاز اور روشن ہو چکی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

سورۂ کہف میں فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔

آپ اعلان کر دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

یہ دونوں چیزیں اس کے اختیار میں دے دی گئی ہیں اسلام میں نہ اجبار ہے اور نہ اکراہ ہدایت و ضلالت کے دونوں راستے کھلے ہوئے ہیں جس راستہ سے چاہے چلے۔ جیسا کہ سورۂ دہر میں فرمایا۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝

(اعلان کر دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے) ہم نے اسے راہ دکھا دی ہے اب وہ خواہ شکر گذار بنے یا ناشکر!

یعنی ہم نے ایمان اور کفر کی دونوں حالتوں اور دونوں راستوں کو دکھا دیا ہے اگر صحیح راستہ

Marfat.com

اختیار کرے تو اس کے حق میں بھلائی ہے اور اگر صحیح راستہ نہ اختیار کرے تو اس کے حق میں برائی ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى۔

یعنی قوم ثمود کو ہم نے ہدایت کی لیکن انہوں نے اندھاپے کو ہدایت پر ترجیح دی۔

اور دوسری جگہ ہے۔

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ۔

ہم نے انسان کو دونوں راہیں دکھلا دی ہیں

یعنی بھلائی کی اور برائی کی۔

اگر آپ اسلامی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں گے تو آپ یقیناً جان لیں گے کہ دین اسلام میں اکراہ اور زبردستی نہیں ہے اس کی بیشمار نظریں ہیں کہ ابتدائے اسلام کے وقت حضرت ابوبکر خوشی سے اسلام لائے انہیں اسلام لانے پر کسی نے مجبور نہیں کیا بلکہ اسلام کے چھوڑنے اور چھوڑانے پر مجبور کیا جاتا تھا لیکن وہ یار غار مرتے دم تک اسلام ہی پر قائم رہا۔

حضرت بلال و عمار اور صہیب وغیرہ اپنی خوشی سے بلا جبر و اکراہ کے مسلمان ہوئے اور اسلام لانے پر انہیں بہت ستایا گیا لیکن ہمیشہ اسی پر قائم رہے، نجاشی بادشاہ بخوشی اسلام لایا۔ اس پر جبر نہیں کیا گیا۔

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف رحمۃ للعالمین، جلد اول کے مقدمہ میں یہ لکھا ہے۔

وہ عمرو بن عاص جو حبش میں نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بن کر گیا تھا کہ مسلمانوں کا بطور اکسٹراڈیشن مجرموں کے حاصل کرے چند سال بعد وہی عمان کے پاس داعی اسلام بن کر جاتا ہے اور ہزاروں اشخاص کے مسلمان ہو جانے کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتا ہے۔

وہی خالد بن ولید جو جنگ احد میں بت پرستوں کے رسالہ کی کمانڈری کرتا ہوا مسلمانوں کو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھتا تھا کچھ عرصہ بعد حاضر ہوتا ہے، لات و عزیٰ کے مندروں کو اپنے ہاتھوں سے گراتا اور اسلامی فتوحات میں گرمجوش جنرل کا درجہ پاتا ہے۔

وہی عروہ بن مسعود جو حدیبیہ میں آنحضرت کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بن کر آیا تھا خود بخود مدینہ میں حاضر ہوتا اور اپنی قوم میں دعوتِ اسلام کی اجازت حاصل کر کے اسی خدمت میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

Marfat.com

وہی سہیل بن عمرو جو معاہدہ حدیبیہ میں بت پرستوں کی جانب سے کمشنر معاہدہ تھا اور جس نے عہدنامہ میں اسم پاک محمدؐ کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر انکار کیا تھا۔ وفات نبوی کے بعد بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اسلام کی صداقت اور دین الٰہی کی تائید میں ایسی زبردست تقریر کرتا ہے جو سیکڑوں میں سکینہ اور ایمان بھر دیتی ہے۔

وہی عمر جو تلوار لے کر گھر سے آنحضرتؐ کا سر قلم کرنے کے لئے نکلا تھا وفات نبوی کے دن شمشیر برہنہ لے کر کہہ رہا ہے کہ جو کوئی کہے گا کہ آنحضرت نے وفات پائی اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ وہی وحشی جس نے امیر حمزہؓ کو مارا، کلیجہ نکالا، اعضاء کاٹے اور جنازہ بے حرمت کیا تھا، کچھ دنوں کے بعد مسلمان ہو جاتا ہے شرم و خجالت سے منہ سامنے نہیں کرتا اور بالآخر مسیلمہ جیسے کذاب کے قتل کو اپنی حرکت سابقہ کی تلافی سمجھتا ہے۔

وہی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، جو حقیقی چچا کا بیٹا ہو کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں متواتر اشعار کہا کرتا تھا جذبۂ توفیق سے خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور جنگ حنین کے میدان میں وہی اکیلا رکاب نبوی تھامے نظر آتا ہے۔

وہی ابوسفیان بن حرب، جو سات برس تک برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فوجیں لاتا رہا اور مسلمانوں کے خلاف سارے ملک میں آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ اسلام لاتا ہے اور نجران کے عیسائی علاقہ پر اسلامی حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

وہ طفیل دوسی جو مکہ میں روئی کی ڈاٹ کانوں میں لگا کر پھرتا تھا کہ محمدؐ کی آواز کان میں نہ پہونچے بالآخر اپنے وطن میں گھر گھر پھرتا اور محمدؐ کی آواز کو پہنچاتا تھا۔

وہ عبد یالیل ثقفی جس نے طائف میں غلاموں، بچوں کو پتھراؤ کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا تھا آخر مدینہ حاضر ہوا اور اپنی قوم کے پاس جواہر ایمان و ایقان لایا تھا الغرض ایسی مثالوں کے لئے ایک دفتر درکار ہے: (انتہی)

اگر آپ نبوت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ سال کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ پر حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ نبوت کے تیرہ سال مکے میں سیکڑوں طالبان حق بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی سے اسلام لائے اور ان کے اسلام لانے پر مشرکین مکہ نے بہت ستایا، مارا پیٹا، قید و بند کی صعوبتیں دیں، حتی کہ وہ دین و ایمان بچانے کے لئے دوسرے ملکوں میں منتقل ہو گئے اور باقی ماندہ جو مسلمان مکے میں رہ گئے تھے وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

Marfat.com
Marfat.com

ہجرت کر گئے۔

دین میں جبر و اکراہ نہیں ہے بلکہ ہر طرح مذہبی آزادی اور خود مختاری ہر ایک انسان کو حاصل ہے۔ قادر مطلق خالق کائنات اگر چاہتا تو ساری مخلوق کو اس دین فطرت کے ماننے اور تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا اور کسی شخص کو بھی اس سے سرتابی کی مجال اور طاقت نہ ہوتی جیسا کہ ہر ایک شخص اس کے قانون قدرت کے سامنے بے بس اور لاچار ہے، مگر اس نے اپنی حکمت کے ماتحت انسان کو دین فطرت کے ماننے پر مجبور نہیں کیا تاکہ انسان کا مقصد پیدائش فوت نہ ہو اور انسانی ترقی کی غیر متناہی راہ محدود ہو کر نہ رہ جائے۔ پس انسان کی سچی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھتے ہوئے مذہب کے بارے میں جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا گیا، بلکہ انسان کو بے پناہ عقل و فہم اور علم و شعور کا سرمایہ عطا کیا گیا اور حق و باطل کے راستوں کو واضح کیا گیا اور انسان سے کہا گیا کہ سوچ سمجھ کر اپنے لئے زندگی گذارنے کا راستہ متعین کر کے اس پر گامزن ہو۔

اب یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اپنے نفع و نقصان پر غور کرے اور جو چاہے وہ دین و مذہب اختیار کرے۔ چاہے دین حق اور قانون فطرت کی حقانیت اور صداقت پر ایمان لائے اور دارین کی نعمتوں سے سرفراز ہو اور چاہے دین حق کا انکار کر کے تباہ و برباد ہو۔ لیکن اس حقیقت کو ذہن نشین کرے کہ دین حق کے انکار کا انجام دائمی عذاب ہے، دوزخ کی آگ ان ہی لوگوں کے لئے بھڑکائی اور سلگائی جا رہی ہے جو دین حق کے منکر اور اپنے دشمن جانی ہیں۔

غرض دین و مذہب کے بارے میں کوئی انسان مجبور نہیں۔ اور نہ کسی شخص کو کسی حال میں کسی بھی دین و مذہب کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

انسان کی نارسا عقل خداوند عالم کے ہر حکم کی حقیقت اور اصلی حکمت تک نہ پہونچی ہے اور نہ پہونچ سکتی ہے۔ پس سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہر حکم خداوندی عین مطابق اصل ہے، اور سراسر حکمت و ہدایت ہے اور انسان کے عقل و فہم اور علم و شعور کی درستی اور راستی کا صحیح معیار یہی ہے کہ وہ حکم الٰہی کے موافق اور مطابق ہو اور جو اس کے خلاف ہو وہ عقل نہیں بے عقلی ہے، علم نہیں نادانی ہے، شعور نہیں بے شعوری ہے۔

دین اسلام میں بظاہر جو پابندیاں نظر آتی ہیں وہ انسان کی روحانی اور انسانی پرواز کے لئے ناگزیر ہیں اور آئندہ کی لامحدود ترقی ان پر موقوف ہے جس کے مقابلے میں یہ پابندی کوئی پابندی نہیں اور اس معمولی سختی اور دشواری کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

Marfat.com

آیت مذکورہ بالا میں رشد اور گمراہی کے ظاہر کر دینے کے بعد اور پوری آزادی دے دینے کے بعد ایک صحیح مشورہ بھی دیا ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جبت سے مراد جادو ہے اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔

انسان کا حقیقی کرم اس کا دین ہے، انسان کا سچا نسب حسن خلق ہے۔ عروۃ الوثقیٰ سے مراد ایمان، اسلام، توحید باری، قرآن اور خدا کی راہ کی محبت اور اسی کے لئے دشمنی کرنا ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت قیس بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں مسجد نبوی میں تھا ایک شخص آیا جس کا چہرہ ترس خفا دو ہلکی رکعتیں اس نے ادا کیں لوگ انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ جنتی ہیں جب وہ باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے گیا۔ باتیں کرنے لگے جب وہ متوجہ ہوئے تو میں نے کہا۔ جب آپ تشریف لائے تھے تو لوگوں نے آپ کی نسبت یوں کہا تھا۔ کہا، سبحان اللہ! کسی کو وہ نہ کہنا چاہئے جس کا اسے علم نہ ہو۔ ہاں البتہ اتنی بات تو ہے کہ میں نے حضور کی موجودگی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ گویا میں ایک لہلہائے ہوئے گلشن میں ہوں اس کے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے آسمان تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی پر ایک کڑا ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا بالآخر ایک شخص نے مجھے تھاما اور میں آسانی سے چڑھ گیا۔ اور اس کڑے کو تھام لیا۔ اس نے کہا دیکھو اسے مضبوط پکڑے رہنا۔

بس اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی کہ وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا میں نے حضورؐ سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا، گلشن باغ اسلام ہے اور ستون، ستون دین ہے اور کڑا عروۃ الوثقیٰ ہے۔ تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔ یہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ ہیں۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں مروی ہے، مسند کی حدیث میں ہے اس وقت آپ بوڑھے تھے اور لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے مسجد میں آتے تھے اور ایک ستون کے پیچھے

Marfat.com

نماز پڑھی تھی اور سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جنت اللہ کی چیز ہے جسے چاہے اس میں لے جائے۔
خواب کے ذکر میں فرمایا کہ ایک شخص آیا اور مجھے لے چلا ایک لمبے چوڑے صاف شفاف میدان میں ہم پہنچے میں نے وہاں بائیں طرف جانا چاہا تو اس نے کہا، تو ایسا نہیں، میں دائیں جانب چلنے لگا تو اچانک ایک پھسلتا پہاڑ نظر آیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر چڑھایا اور میں اس کی چوٹی تک پہونچ گیا۔ وہاں میں نے لوہے کا ایک اونچا ستون دیکھا جس کے سرے پر ایک سونے کا کڑا تھا مجھے اس نے اس ستون پر چڑھا دیا یہاں تک کہ میں نے اس کڑے کو تھام لیا اس نے پوچھا خوب مضبوط تھام لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس نے ستون پر زور سے اپنا پاؤں مارا وہ نکل گیا اور کڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا۔
جب یہ خواب میں نے حضورؐ کو سنایا تو آپ نے فرمایا بہت نیک خواب ہے۔ میدان میدان محشر ہے، بائیں طرف کا راستہ جہنم کا راستہ ہے تو ان لوگوں میں سے نہیں، دائیں جانب کا راستہ جنتیوں کا راستہ ہے۔ پھسلنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے، کڑا، اسلام کا کڑا ہے۔ مرتے دم تک اسے مضبوط تھام رکھو۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ امید تو یہی ہے کہ خدا مجھے جنت میں لے جائے گا (رضی اللہ عنہ)
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کام کرتا ہے اللہ اس کو سلامتی کا راستہ دکھا دیتا ہے اور شرک و کفر اور شک و شبہ کے اندھیریوں سے نکال کر حق کی روشنی میں لے آتا ہے۔
نور کو واحد لایا گیا اور ظلمات کو جمع۔ اس لئے کہ حق اور ایمان کا سچا راستہ ایک ہی ہے اور کفر کی بہت سی قسمیں ہیں جو سب باطل اور ناحق ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے نور کو بھی پیدا کیا ہے اور تاریکیوں کو بھی ایمان کو بھی اور کفر کو بھی۔ سمجھدار لوگ نور اور روشنی کے راستہ کو اختیار کرتے ہیں اس میں ان کے لئے کامیابی ہے۔
یوں تو اللہ تعالیٰ نور کا سرچشمہ اور منبع ہے اس سے ساری روشنیاں نکلی ہیں، زمین میں بھی اور آسمان میں بھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا۔ اس کے نور کی

Marfat.com

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

مثال ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو۔ وہ چراغ ایک بابرکت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو۔ جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی آپ روشنی دینے لگے گو اسے مطلقاً آگ لگی بھی نہ ہو۔ نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے لوگوں کے سمجھانے کو اللہ یہ مثالیں بیان فرما رہا ہے۔ اللہ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ ان گھروں میں جن کے ادب و احترام کا اور نام خدا لئے جانے کا حکم ہے وہاں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر خدا سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ اس ارادہ سے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے بلکہ اپنے فضل سے اور زیادتی بھی فرمائے اور اللہ جسے چاہے بے شمار روزیاں دیتا ہے۔

یعنی سب مخلوق کو نور اسی سے ملا ہے، چاند، سورج ستارے فرشتے اور انبیاء و اولیاء میں جو ظاہری یا باطنی روشنی ہے اسی منبع نور سے مستفاد ہے۔ ہدایت و معرفت کا جو چمتکار کسی کو پہنچتا ہے اسی بارگاہ رفیع سے پہونچتا ہے جس جمال یا خوبی و کمال کی کوئی چمک اگر کہیں نظر آتی ہے وہ اسی کی وجہ منور اور ذات مبارک کے جمال و کمال کا ایک پرتو ہے۔

فتح الباری کی ایک حدیث میں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُوْرِهٖ يَوْمَئِذٍ اِهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ۔

اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا۔ پھر اس پر اپنا نور ڈالا تو جس کو اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔

واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع، بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ایسے ہی صفت نور بھی ہے، اسے ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے۔

یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے لیکن مومنین مہتدین کو نور الٰہی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کی مثال اس طرح سمجھو گویا مومن کا جسم ایک طاق کی طرح ہے جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ رکھا ہو یہ شیشہ اس کا قلب ہوا۔ جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اس شیشہ میں معرفت و ہدایت کا چراغ روشن ہے، یہ روشنی ایسے صاف شفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے جو ایک نہایت ہی مبارک درخت زیتون سے نکل کر آیا ہے اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں جس پر صبح و شام دونوں وقت دھوپ پڑتی ہے۔

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف و صاف ہوتا ہے، یہ تیل اسی حسن و استعداد اور نور توفیق کا ہوا جو نور مبارک کے القاء سے بدء فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن کا شیشۂ دل نہایت صاف ہوتا ہے اور خدا کی توفیق سے اس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ بدوں دیا سلائی دکھائے ہی جل اٹھنے کو تیار ہوتا ہے اب جہاں ذرا آگ دکھائی یعنی وحی و قرآن کی تیز روشنی نے اس کو مس کیا تو فوراً اس کی فطری روشنی بھڑک اٹھی، اسی کو "نور علیٰ نور" فرمایا۔

ان عجیب و غریب مثالوں کا بیان فرمانا بھی اسی غرض سے ہے کہ استعداد رکھنے والوں کو بصیرت کی ایک روشنی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ تمثیل کے مناسب موقع و محل کو پوری طرح جانتا ہے کسی دوسرے کو قدرت کہاں کہ ایسی جامع اور موزون مثال پیش کر سکے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے رب کے یہاں رات اور دن نہیں، اس کے چہرے کے نور سے اس کے عرش کا نور ہے۔

Marfat.com

نورہ کی ضمیر کا مرجع بعض کے نزدیک تو لفظ اللہ ہی ہے یعنی اللہ کی ہدایت جو مومن کے دل میں ہے اور بعض کے نزدیک مومن ہے جس پر سیاق کلام کی دلالت ہے۔ یعنی مومن کے دل کے نور کی مثال مثل طاق کے ہے۔

پس مومن کے دل کی صفائی کو بلور کے فانوس سے تشبیہ دی اور پھر قرآن و شریعت سے جو مدد اسے ملتی رہتی ہے اس کی تشبیہ دی زیتون کے تیل سے جو خود صاف شفاف چمکیلا اور روشن ہے۔ پس طاق اور طاق میں چراغ اور وہ بھی روشن چراغ کہا گیا۔

یہودیوں نے اعتراضاً کہا تھا کہ خدا کا نور آسمانوں کے پار کیسے ہوتا ہے؟ تو مثال دے کر سمجھایا گیا کہ جیسے فانوس کے شیشے سے روشنی۔ یہ مثال اللہ نے اپنی فرمانبرداری کی دی ہے اور اطاعت کو نور فرمایا ہے۔ پھر اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

عکرمہ فرماتے ہیں کہ صبح سے شام تک کھلی ہوا اور صاف دھوپ اسے پہنچتی رہتی ہے کیونکہ وہ کھلے میدان میں درمیان کی جگہ ہے۔ اس وجہ سے اس کا تیل بہت پاک صاف اور چمکدار ہوتا ہے اور اسے نہ شرقی کہہ سکتے ہیں نہ غربی۔ ایسا درخت بہت سرسبز اور کھلا ہوتا ہے۔

پس جس طرح یہ درخت آفتوں سے بچا ہوا ہوتا ہے اسی طرح مومن فتنوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر کسی فتنہ کی آزمائش میں پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم رکھتا ہے پس یہ چار صفتیں قدرت نے اسے دیتی ہے۔ بات میں سچائی، حکم میں عدل، بلا پر صبر اور نعمت پر شکر۔ پھر وہ اور تمام انسانوں میں ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی زندہ مردوں میں ہو۔

حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ یہ درخت دنیا میں زمین پر ہوتا تو ضروری تھا کہ مشرقی ہو یا مغربی لیکن یہ تو نور خدا کی مثال ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ مثال ہے نیک آدمی کی جو نہ یہودی ہے نہ نصرانی۔

ان سب اقوال میں سے پہلا قول بہترین قول ہے کہ وہ درمیانہ زمین میں ہے کہ صبح سے شام تک اسے دھوپ اور ہوا پہنچتی ہے کیونکہ چوطرف سے کوئی آڑ نہیں تو لامحالہ ایسے درخت کا تیل بہت زیادہ صاف ہوگا اور لطیف و چمکدار ہوگا۔ اسی لئے فرمایا کہ خود وہ تیل اتنا لطیف ہے کہ گویا بغیر جلائے روشنی دے۔ نور پر نور ہے۔ یعنی ایمان کا نور اور پھر اس پر نیک اعمال کا نور خود زیتون کا تیل روشن پھر وہ جل رہا ہے اور روشنی دے رہا ہے۔

پس اسے پانچ نور حاصل ہوتے ہیں اس کا کلام نور ہے اس کا عمل نور ہے اس کا آنا نور

Marfat.com

ہے۔ اس کا جانا نور ہے اور اس کا آخری ٹھکانا نور ہے یعنی جنت۔

کعب سے مروی ہے کہ یہ مثال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کی نبوت اس قدر ظاہر ہے کہ گو آپ زبانی نہ بھی فرمائیں تاہم لوگوں پر ظاہر ہو جائے جیسے یہ زیتون کہ بغیر روشن کئے روشن ہے۔ تو دو نور یہاں جمع ہیں۔ ایک زیتون کا ایک آگ کا۔ ان کے مجموعے سے روشنی حاصل ہوئی، اسی طرح نورِ قرآن اور نورِ ایمان جمع ہو جاتے ہیں اور مومن کا دل روشن ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ جسے پسند فرمائے اسے اپنی ہدایت کی راہ لگا دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایک اندھیرے میں پیدا کیا پھر اس دن ان پر اپنا نور ڈالا جسے وہ نور پہنچا اس نے راہ پائی اور جو محروم رہا وہ گمراہ ہوا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ قلم خدا کے حکم کے مطابق چل کر خشک ہو گیا (مسند وغیرہ)

اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل کی ہدایت کی مثال نور سے دے کر پھر فرمایا کہ اللہ یہ مثالیں لوگوں کے سمجھنے کے لئے بیان فرما رہا ہے اس کے علم میں بھی کوئی اس جیسا نہیں، وہ ہدایت اور ضلالت کے ہر مستحق کو بخوبی جانتا ہے۔

مسند کی ایک حدیث میں ہے کہ دلوں کی چار قسمیں ہیں ایک تو صاف اور روشن ایک غلاف دار اور بندھا ہوا، ایک الٹا اور اوندھا۔ ایک پھرا ہوا الٹا سیدھا۔ پہلا دل تو مومن کا ہے جو نورانی ہوتا ہے، دوسرا دل کافروں کا ہے اور تیسرا دل منافق کا دل ہے کہ اس نے جانا اور پھر انجان ہو گیا، پہچان لیا پھر منکر ہو گیا۔ چوتھا دل وہ دل ہے جس میں ایمان بھی ہے نفاق بھی ہے۔ ایمان کی مثال تو اس میں مثل ترکاری کے درخت کے ہے کہ اچھا پانی اسے بڑھا دیتا ہے اور نفاق کی مثال اس میں مثل پھوڑے کے ہے کہ خون پیپ اسے ابھار دیتا ہے۔ اب جو غالب آ گیا اس پر چھا جاتا ہے۔

یہ خدا کا نور کیسے حاصل ہو گا اور کہاں ملے گا آگے اللہ تعالیٰ نے اس کا پتہ دیا ہے کہ۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

ان گھروں میں جن کے ادب و احترام اور نام خدا کا وہاں لے جانے کا حکم ہوا ہے وہاں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

یعنی ان مسجدوں میں جو سب سے زیادہ بہترین اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں جہاں اس کی عبادت کی جاتی ہے اس کی توحید کی خوبی بیان ہوتی ہے جن کی نگہبانی کا اور جن کے پاک و صاف

Marfat.com
Marfat.com

رکھنے کا اور بیہودہ اقوال و افعال سے بچانے کا حکمِ خدا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اَنْ تُرْفَعَ کے معنیٰ اس میں بیہودگی نہ کرنے کے ہیں۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہی مسجدیں ہیں جن کے بنانے کا آباد کرنے کا اور ادب و پاکیزگی کا حکمِ خدا ہے کعب کہا کرتے تھے کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ زمین میں میرے گھر مسجدیں ہیں جو بھی باوضو میرے گھر میری ملاقات کے لئے آئے گا میں اس کی عزت کروں گا۔ ہر اس شخص پر جس سے ملنے کے لئے کوئی اس کے گھر آئے حق ہے کہ وہ اس کی تکریم کرے (تفسیر ابن ابی حاتم)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہی ہے انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

یعنی کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں جو جہالت و ضلالت کو اور کفر و شرک کو مزین کر کے انہیں ایمان اور توحید سے روکتے ہیں۔ اور نورِ حق سے ہٹا کر اندھیریوں کے کوئیں میں جھونکتے ہیں یہی لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

سورہ بقرہ میں منافقین کے اوصاف ذمیمہ کی یہ مثال دی ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جو نہیں دیکھتے، بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں لوٹتے، یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں اور گرج بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے۔ جب

Marfat.com

أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ان کے لئے روشنی ہوتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اللہ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بیکار کر دے یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ منافق جو گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور اندھے پن کو بینائی کے بدلے مول لیتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اندھیرے میں آگ جلائے اس سے دائیں بائیں کی چیزیں اسے نظر آنے لگیں۔ پریشانی دور ہوئی اور فائدے کی امید پر ہے کہ دفعتہً آگ بجھ جائے اور سخت اندھیرا چھا جائے، نہ تو نگاہ کام کرے نہ راستہ معلوم ہو سکے اور باوجود اس کے وہ شخص خود بہرا ہو کسی کی بات نہ سن سکتا ہو، گونگا ہو کسی سے دریافت نہ کر سکتا ہو، اندھا ہو جو روشنی سے کام نہ چلا سکتا ہو، اب بھلا یہ راہ کیسے پا سکے گا۔

ٹھیک اسی طرح یہ منافق بھی ہیں کہ ہدایت کو چھوڑ کر یہ راہ گم کر بیٹھے۔ اور بھلائی کو چھوڑ کر برائی کو چاہنے لگے۔ اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے ایمان قبول کر کے کفر کیا تھا۔ جیسے قرآن کریم میں کئی جگہ یہ صراحت موجود ہے (واللہ اعلم)

ان منافقین کے ظلمات میں رہنے کی مزید توضیح کے لئے اللہ نے أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ الخ سے دوسری مثال بیان فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو قسم کے منافقین ہیں ایک قسم کے منافقین کی مثال پہلی اور دوسری قسم کے منافقین کی مثال یہ دوسری ہے جن پر کبھی حق کی روشنی پڑ جاتی تھی اور پھر شک و تردد میں پڑ کر بجھ جاتی تھی۔ تو ان کے شک کے وقت ان کی مثال برساتی مینہ کی طرح ہے، عموماً برسات کے زمانے میں گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں کہ دن میں بھی رات کی طرح اندھیرا معلوم ہوتا ہے اور اگر رات میں بارش کی اس قسم کی گھٹائیں چھا جائیں تو بہت ہی اندھیرا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پسارنے سے ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا۔ ایسی بارش کے موقع پر کبھی گرج اور کڑک بھی ہوتی ہے اور کبھی بجلی کی چمک بھی ہوتی ہے مگر یہ چمک ایک عارضی چیز ہوتی ہے جو فوراً غائب ہو جاتی ہے۔

یہی حال ان منافقوں کا ہوتا ہے کہ وعظ و نصیحت سننے سے کچھ روشنی میں آ جاتے ہیں۔ لیکن اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے وہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور تاریکیوں میں پھنسے رہتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ اس تفسیر کے سلسلے میں بیان فرماتے ہیں جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی پوری آیتیں ان کی قلعی کھول

Marfat.com
Marfat.com

دیں گی اور ان کے چھپے ہوئے عیوب ظاہر کر دیں گی اور اپنی نورانیت سے انہیں مبہوت کر دیں گی، جب ان پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی ایمان جب ان پر ظاہر ہو جاتا ہے تو ذرا روشن دل ہو کر پیروی بھی کرنے لگتے ہیں لیکن پھر جہاں شک و شبہ آیا کہ دل میں کدورت بھر گئی اور بجھ چکے ہو کر کھڑے رہ گئے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اسلام کو ذرا عروج ملا تو ان کے دل میں قدرے اطمینان پیدا ہو۔ لیکن جہاں اس کے خلاف نظر آیا یہ الٹے پاؤں کفر کی طرف لوٹنے لگے۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ الایۃ۔

یعنی بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کنارے پر ٹھہر کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

اگر بھلائی ملی تو مطمئن ہوئے اور اگر برائی پہونچی تو اسی وقت پھر گئے اور قیامت میں بھی ان کا یہی حال رہے گا کہ جب لوگوں کو ان کے اندازے کے مطابق نور ملے گا بعض کو کئی کئی میلوں تک کا۔ بعض کو اس سے بھی زیادہ اور بعض کو اس سے کم۔ یہاں تک کہ کسی کو اتنا نور ملے گا جو کبھی روشنی دے گا اور کبھی اندھیرا ہو جائے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو ذرا سی دور چل سکیں گے پھر ٹھہر جائیں گے پھر ذرا سی دور کا نور ملے گا پھر بجھ جائے گا۔ یہ پورے منافق ہوں گے۔

سورۂ حدید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کاملین اور منافقین متردیں کے نور کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے یہ ہے بہترین کامیابی۔ اس دن منافق مرد و عورت ایمانداروں سے کہیں گے کہ ہماری طرف تو دیکھو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ۔ اور روشنی

Marfat.com

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۝ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تلاش کرو پھر ان مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائیگی جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ یہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو گمراہی میں پھنسا کر رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک شبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے ہی میں رکھا یہاں تک کہ خدا کا حکم پہنچا اور تمہیں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔

آج تم سے نہ فدیہ اور بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے، وہی تمہارا رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے روز کھلے ہوئے کافر پل صراط پر نہیں چل سکیں گے کیونکہ وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔

یہ پہلے دوزخ میں اس کے دروازوں سے دھکیل دیئے جائیں گے ہاں جو کسی نبی کی امت میں ہیں، سچے اور کچے رہے انہیں پل صراط سے گذرنے کا حکم ہوگا۔ اس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت تاریکی لوگوں کو گھیر لے گی اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی منافق بھی ان کی روشنی میں پیچھے پیچھے چلنا چاہیں گے لیکن مومن جلد آگے بڑھ جائیں گے۔ اس لیئے ان کی روشنی منافقین سے دور ہوتی چلے گی تب وہ پکاریں گے کہ ذرا ٹھہرو ہم کو اندھیرے میں پیچھے چھوڑ کر مت جاؤ تھوڑا انتظار کرو کہ ہم بھی تم سے مل جائیں اور تمہاری روشنی سے استفادہ کریں آخر ہم دنیا میں تمہارے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اور ہمارا شمار بھی بظاہر مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ اب اس مصیبت کے وقت اس تاریکی میں پڑا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، کیا رفاقت کا حق یہی ہے؟

جواب ملے گا، پیچھے ہٹ کر روشنی تلاش کرو اگر مل سکے تو وہاں سے روشنی لے آؤ۔ یہ سن کر پیچھے ہٹیں گے اتنے میں دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے یا پیچھے سے وہ جگہ مراد ہے جہاں پل صراط پر چڑھنے سے پہلے نور تقسیم کیا گیا

Marfat.com

اور باقی تمہارا یہ کہنا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے۔ ہاں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے اور زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے لیکن اندرونی حالت یہ تھی کہ لذات وشہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکہ دے کر ہلاکت میں ڈالا پھر توبہ نہ کی اور راہ دیکھتے رہے کہ آگے ان منافقانہ چالوں کا کوئی خمیازہ نہیں بھگتنا ہے۔ بلکہ اس خیال اور امید میں رہے کہ چند روز میں اسلام اور مسلمانوں کا قصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آخر میں ہم ہی غالب ہوں گے رہا آخرت کا قصہ سو وہاں بھی کسی نہ کسی طرح چھوٹ ہی جائیں گے۔

ان ہی خیالات میں مست تھے کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور موت نے آدبایا اور اس بڑے دغاباز (شیطان) نے تم کو بہکا کر ایسا کھو دیا کہ اب راستگاری کی کوئی سبیل نہ رہی۔

اگر آج تم منافق جو کھلے کافر تھے کچھ معاوضہ وغیرہ دے کر سزا سے بچنا چاہو تو اس کے منظور کئے جانے کی کوئی صورت نہیں۔ پس تم سب کو اس گھر (دوزخ) میں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہی دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا اور یہی رفیق ہے۔ کسی دوسرے رفیق کی امید مت رکھو۔

ان آیتوں میں دو قسم کے منافقوں کی مثال بیان کی گئی ہے اسی طرح سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے مومن اور اس کے دل کے اندر کی مثال اس منور چراغ سے دی ہے جو فانوس میں ہو اور خود فانوس بھی چمکتے ہوئے تارے کی طرح ہو۔

چنانچہ ایماندار کا ایک نور تو خود دل روشن ہے دوسرے خالص شریعت کی اسے امداد پس نورٌ علیٰ نور روشنی پر روشنی ہے اس کے بعد کافروں کی بھی مثال بیان فرمائی کہ ان کے اعمال سفید بابو اور ریت کی طرح ہیں۔ جسے دھوکا ہو جاتا ہے وہ پانی سمجھتا ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔ پھر جاہل کافروں کی مثال جو جہل بسیط میں گرفتار ہیں سخت اندھیروں سے دی ہے جو گہرے سمندر میں ہوں جو موجوں پر موجیں مار رہا ہے پھر ابر سے ڈھکا ہوا اور اندھیروں پر اندھیرے چھائے ہوں۔ ہاتھ نکالے تو دیکھ بھی نہ سکے۔ سچ ہے جس کے لئے اللہ کی طرف سے نور اور روشنی نہ ملے تو اس کے پاس روشنی کہاں سے آسکتی ہے۔

اب سورۂ نور کی آیت جس میں ایسے کافروں کا ذکر ہے پڑھئے اور قرآن مجید کی انتہائی فصاحت و بلاغت کی داد دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ	کافروں کے اعمال اس چمکتی ہوئی ریت کے مثل
كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ	ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور

Marfat.com

مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا
وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ
فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ
لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے، یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کے تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیرے ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ سکے، بات یہ ہے کہ جسے خدا ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ دو مثالیں ہیں اور دو قسم کے کافروں کی ہیں، جیسے سورہ بقرہ کے شروع میں دو مثالیں دو قسم کے منافقوں کی بیان ہوئی ہیں، ایک آگ کی، ایک پانی کی اور جیسے کہ سورہ رعد میں ہدایت و علم کی جو انسان کے دل میں جگہ پکڑ جائے ایسی ہی دو مثالیں آگ اور پانی کی بیان ہوئی ہیں۔

یہاں پہلی مثال تو ان کافروں کی ہے جو کفر کی طرف دوسروں کو بھی بلاتے ہیں اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بالکل بے راہ ہیں، ان کی تو ایسی مثال ہے جیسے کسی پیاسے کو جنگل میں دور سے ریت کا چمکتا ہوا تودہ دکھائی دیتا ہے اور اسے پانی کا متواج دریا سمجھ کر خوب خوش ہو رہا ہے۔

اسی طرح یہ کفار ہیں کہ اپنے دل میں سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ اعمال کئے ہیں، بہت سی بھلائیاں جمع کر لی ہیں لیکن قیامت کے دن دیکھیں گے کہ ایک نیکی بھی ان کے پاس نہیں، یا تو ان کی بدنیتی سے وہ غارت ہو چکی ہیں یا مطابق شرع نہ ہونے سے وہ برباد ہو گئی ہیں۔ غرض ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے ان کے کام جہنم رسید ہو چکے ہیں۔ یہاں یہ بالکل خالی ہاتھ رہ گئے ہیں، حساب کتاب کے موقع پر خدا خود موجود ہے اور وہ ایک ایک عمل کا حساب لے رہا ہے اور ان کا کوئی عمل قابل ثواب نہیں نکلتا۔ کہ وہ اجر کے حقدار بن سکیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ یہودیوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم دنیا میں کس کی

Marfat.com

عبادت کرتے رہے ؟ وہ جواب دیں گے کہ خدا کے بیٹے عُزیر کی۔ کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو، خدا کا کوئی بیٹا نہیں، اچھا اب بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے خدایا ہم بہت پیاسے ہو رہے ہیں ہمیں پانی پلایا جائے۔ اب انہیں دور سے جہنم اس طرح نظر آئے گی جیسے دنیا میں سراب ہوتا ہے جس پر جاری پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ یہ وہاں جائیں گے اور دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

یہ مثال تو تھی جہل مرکب والوں کی، اب جہل بسیط والوں کی مثال سنئے۔ جو کورے مقلد تھے اگلی مثال والے ائمہ کفر کی کوری تقلید کرتے تھے اور آنکھیں بند کئے ان کی آواز پر لگے ہوئے تھے کہ ان کی مثال گہرے سمندر کی تہ کی اندھیروں جیسی دی ہے جسے اوپر سے تہ بہ تہ موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو اور پھر اوپر سے ابر ڈھانکے ہوئے ہوں یعنی اندھیروں پر اندھیرے ہوں یہاں تک کہ ہاتھ بھی سجھائی نہ دیتا ہو۔

یہی حال ان سفلے جاہل کافروں کا ہے کہ نرے مقلد ہیں یہاں تک کہ جس کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اسے بھی صحیح طور پر نہیں پہچانتے اس کا بھی حق یا ناحق پر ہونا انہیں معلوم نہیں ہے جیسے کوئی شخص کسی کے پیچھے یوں ہی ہولے اور اسے نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں لے جا رہا ہے۔ چنانچہ مثالاً کہا جاتا ہے کہ کسی جاہل سے پوچھا گیا کہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا، ان کے ساتھ جا رہا ہوں پوچھنے والے نے پھر دریافت کیا کہ یہ کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا، مجھے تو معلوم نہیں۔

پس جیسے اس سمندر پر موجیں اٹھ رہی ہیں اسی طرح کافر کے دل پر اس کے کانوں پر، اس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں جیسے کہ فرمان خداوندی ہے "اللہ نے ان کے دلوں پر، کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے" اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ الآیۃ تو نے انہیں دیکھا جو خواہش پرستی کرتے ہیں اور خدا نے انہیں علم پر بہکا دیا ہے اور ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ پانچ اندھیروں میں ہوتے ہیں کلام، عمل، آنا جانا اور انجام۔ سب اندھیروں میں ہیں۔ جسے خدا اپنے نور کی طرف ہدایت نہ کرے وہ نورانیت سے خالی رہ جاتا ہے اور جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاکت میں پڑ جاتا ہے، جیسے فرمایا۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ جسے خدا تاریکی میں رکھے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

Marfat.com

یہ اس کے مقابلہ میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مثال میں بیان فرمایا تھا۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ سے ہماری دعا ہے کہ ہمیں دنیا و آخرت میں نور ہی نور عطا فرمائے۔ اس تقریر کے خاتمہ پر ہم وہ دعا بتائے دیتے ہیں جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، آپ بھی اس کو یاد کر لیجئے اور ہمیشہ پڑھتے رہیے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّلَحْمِیْ نُوْرًا وَّدَمِیْ نُوْرًا وَّشَعْرِیْ نُوْرًا وَّبَشَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

اے اللہ میرے دل میں روشنی پیدا کر دے اور میری آنکھ میں نور، میرے کان میں نور، میری داہنی جانب نور، میری بائیں جانب نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، میرے آگے نور، میرے پیچھے نور اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔ اور میری زبان میں نور۔ میرے پٹھوں میں نور، میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میرے بالوں میں نور، میرے چمڑے میں نور، میری جان میں نور اور میرے نور کو بڑا نور کر دے اور مجھے نور ہی نور عطا فرما۔

(بخاری و مسلم)

فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

Marfat.com

دو پسندیدہ کلمے[1]

قَالَ اَمِیْرُ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاِمَامُ الْمُفَسِّرِیْنَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مُغِیْرَۃَ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ باب اللہ تعالیٰ کے

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ یُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّۃِ وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَھُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَھُوَ الْجَائِرُ۔

قول "وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ" کے بیان میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن ٹھیک ٹھیک ترازو رکھیں گے جس میں لوگوں کے اعمال اور اقوال تولے جائیں گے، امام مجاہد نے فرمایا کہ قرآن مجید کی ایک آیت میں قسطاس کا لفظ آیا ہے تو رومی زبان اس کے معنی ترازو یا اس کی ڈنڈی کے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ قِسْطٌ مُقْسِطٌ کا مصدر ہے جس کے معنی عادل اور منصف کے ہیں اور قَاسِطٌ کے معنی ظالم اور مجرم کے ہیں۔

حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْکَابَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے اور انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے خدا کو بہت پیارے اور پسندیدہ ہیں، زبان پر ہلکے پھلکے ہیں ترازو میں وزنی اور بھاری ہیں اور وہ دونوں کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

---

[1] یہ تقریر مورخہ ۵ شعبان ۱۳۹۱ھ کو مدرسہ ریاض العلوم میں ختم بخاری شریف کے موقع پر کی تھی جسے حاضرین نے کافی پسند کیا تھا سے الاسلام میں شائع کیا ہے اور اب افادۂ عام کی غرض سے بعینہٖ اس کتاب میں تبرک کی حیثیت سے شائع کی جا رہی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

یہ آیت سورہ انبیاء میں ہے۔ پوری آیت یہ ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۔

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے کسی نفس پہ کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا اگر ایک رائی کے دانے کے برابر کوئی عمل ہوگا تو ہم اسے بھی لے آئیں گے اور ہم تو تنہا حساب کے لئے کافی ہیں۔

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔

اور اس دن سچی تول ہوگی پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا وہ نقصان اٹھائے گا اس وجہ سے کہ یہ لوگ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کرتے تھے۔

اور سورۂ مومنوں میں اسی مضمون کی یہ آیت کریمہ بھی ہے۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝

پس جب کہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے نہ آپس کی پوچھ گچھ ہوگی۔ جس کے ترازو کا پلہ بھاری ہوگیا وہ تو نجات والے ہو گئے اور جن کے ترازو کا پلہ ہلکا ہوگیا یہ وہ ہیں جو اپنا نقصان کرنے والے ہیں، یہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہیں گے۔

اور سورۂ القارعہ میں فرمایا۔

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

کھڑکھڑا دینے والی، کیا ہے وہ کھڑکھڑا دینے والی تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے، جس دن انسان پراگندہ پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ تجھے

Marfat.com

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ
نَارٌ حَامِيَةٌ ۔

کون بتائے کہ وہ کیا ہے وہ تیز وتند آگ ہے۔

ان سب آیتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قیامت کے روز نیکی و بدی تولی جائے گی جس کی نیکی زیادہ وزنی ہوگی وہ کامیاب ہو کر جنت میں داخل ہوگا اور جس کی بدی زیادہ ہوگی اور نیکی یا تو سرے سے ہوگی ہی نہیں یا برائے نام ہوگی اور اس کا وزن ہلکا ہوگا وہ ناکام ہو کر جہنم میں جائے گا۔

میزان اور ترازو سے نیکی و بدی کا تولا جانا یہ اللہ تعالیٰ کا عین انصاف ہے تاکہ اس پر یہ الزام نہ رکھا جا سکے کہ ہماری نیکی زیادہ تھی کیوں بخشش نہیں کی گئی۔ بندہ خدا کے سامنے ہوگا اور ترازو بھی اس کے سامنے ہوگی اور اس کے اعمال کا تولا جانا بھی اس کے سامنے ہوگا اور وہ دیکھ رہا ہوگا کہ کون سا پلہ بھاری ہے اور کون سا پلہ ہلکا، یہاں کمی بیشی کا کوئی سوال ہی نہیں ہوگا اسی کمی و بیشی کے الزام کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے میزان اور ترازو پیدا کیا ہے جس سے عدل و انصاف صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔

سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۔
اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۔ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۔

اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی تاکہ تم تولنے میں کمی و بیشی نہ کرو انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو۔

اور سورۂ حدید میں ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ
وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ
لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۔

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان عدل نازل فرمایا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ
اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔

اور ناپ پورا کرو جب ناپنے لگو اور جب تولنے لگو تو سیدھی ترازو سے تولو یہی بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

سورۂ شعرا میں فرمایا۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

یعنی پوری ناپ بھرو کم کرنے والوں میں سے

Marfat.com

الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ مت ہو اور جب تولو، تو سیدھی ترازو سے تولو۔

ان آیتوں میں قسطاس کا لفظ آیا ہوا ہے جس کے معنی سیدھی ترازو کے ہیں کہ اس کی ڈنڈی اپنے صحیح معیار پر قائم رہے اور لفظ قسط قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

یعنی اللہ تعالیٰ خود اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور فرشتے بھی اور علم والے بھی۔ اور وہی انصاف کا حاکم بھی ہے اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے، وہ زبردست حکمت والا ہے۔

سورۂ مائدہ میں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔

اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔

اور یہ بھی فرمایا۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں۔ یہ لفظ قسط بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اضداد میں سے ہے جس کے معنی انصاف اور ظلم دونوں کے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔

چنانچہ سورۂ جن میں ہے۔

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

اور جنوں نے کہا کہ ہم میں سے تو بعض فرماں بردار مسلمان ہیں اور بعض ظالم بے انصاف ہیں جو مسلمان ہو گئے وہ صحیح راستہ پر آ گئے اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

اس آیت میں قاسطون سے مراد ظالم ہے۔

علامہ قسطلانی نے اس جگہ ایک لطیفہ لکھا ہے کہ حجاج نے حضرت سعید بن جبیرؓ کو بلا کر اپنے سامنے حاضر کیا اور اپنے بارے میں اس نے دریافت کیا۔ تو حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا۔ تم

Marfat.com

Marfat.com

قاسط عادل ہو، تمام حاضرین تعجب میں پڑ گئے تو حجاج نے ان سے کہا کہ افسوس، تم لوگوں نے اس کی بات نہیں سمجھی. اس نے تو مجھے کافر اور ظالم بنایا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے قول کو تم نے نہیں سنا۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ — قاسط لوگ جہنم کے ایندھن ہوں گے۔

اور

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ — جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا وہ خدا کے ساتھ دوسروں کو برابر کرنے والے ہیں۔

تو پہلی آیت میں قاسطون، قاسط کی جمع ہے جس کے معنی ظالم کے ہیں اور دوسری آیت میں یعدلون، عدال سے ہے جس کے معنی انصاف کرنے، برابری کرنے اور شرک کرنے کے ہیں۔ اور اسی سورہ انعام کے آخر میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ — جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور بتوں کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں یعدلون کے معنیٰ یشرکون ہ کے ہیں. اس وقت حضرت سعید بن جبیر نے توریہ سے کام لے کر قاسط عادل کہا جس سے بظاہر لوگوں نے یہی سمجھا کہ انہوں نے حجاج کو ظالم ہونے کے باوجود منصف بنایا اس لئے تعجب کیا۔ مگر حجاج سمجھ گیا۔

حقیقت میں حجاج بن یوسف بہت بڑا جابر. ظالم خونریز تھا۔ اجلہ صحابہؓ و تابعین اور تبع تابعین کو ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں ظلماً شہید کیا تھا۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک زہر آلود نیزے سے زخم کرایا جس کی وجہ سے آپ چند دنوں کے بعد رحلت فرما گئے اس نے حضرت سعید بن جبیرؓ کو بھی شہید کیا۔

آپ حضرات حجاج اور سعید بن جبیر کے ایک مکالمہ کو سنئے جو حضرت سعید بن جبیر کی شہادت سے پہلے ہوا تھا۔

طبقات ابن سعد اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ حجاج نے سعید بن جبیر سے یہ پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟

سعید بن جبیر نے جواب دیا "سعید بن جبیرؓ"

حجاج نے کہا "نہیں نہیں بلکہ اس کے برعکس تمہارا نام شقی بن کیسر ہے۔
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا "میری ماں نے میرا نام سعید رکھا اور میری ماں تم سے زیادہ میرے نام سے واقف تھی"
حجاج نے کہا "تیری ماں بھی بدبخت اور تو بھی بدبخت ہے"
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا "غیب کا جاننے والا اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے"
حجاج نے کہا "میں تمہاری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا۔ اگر مجھ کو یقین ہوتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں تجھ کو معبود بنا لیتا۔
اس قسم کے اور سوالات کے بعد حجاج نے کہا "میں تمہیں قتل کر دوں گا تو تم کس طرح قتل ہونا پسند کرتے ہو؟"
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا "اگر تو مجھے بغیر خطا اور قصور کے قتل کرے گا تو جس طرح مجھے قتل کرے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے آخرت میں قتل کرے گا۔
حجاج نے کہا "اگر تم چاہو تو میں تمہارے قتل کو معاف کر دوں"
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا "اگر تم معاف کرو گے تو وہ خدا کی طرف سے ہوگا تمہارا احسان نہیں ہوگا"
حجاج نے کہا "میں قتل کر دوں گا"
حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے اس وقت تک پہنچنا ضروری ہے اس کے بعد اگر میرا وقت آگیا ہے تو پھر وہ ایک فیصل شدہ امر ہے، اس سے مفر نہیں ہے اور اگر عافیت مقدر ہے تو وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے"
اس گفتگو کے بعد حجاج نے جلاد کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص رونے لگا ابن جبیر نے اس سے پوچھا تم روتے کیوں ہو، اس نے کہا آپ کے قتل پر فرمایا اس کے لئے رونے کی ضرورت نہیں، یہ واقعہ تو خدا کے علم میں پہلے سے موجود تھا پھر یہ آیت تلاوت کی۔

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (حدید)

زمین میں جو مصیبتیں آتی ہیں یا تمہارے نفسوں کو پہنچتی ہیں قبل اس کے کہ ہم ان کو پیدا کریں کتاب میں لکھی ہیں۔

مقتل میں لے جانے سے پہلے اپنے صاحبزادے کو دیکھنے کے لئے بلایا وہ آئے تو وہ بھی رونے

Marfat.com
Marfat.com

لگے ۔ آپ نے ان سے فرمایا تم روتے کیوں ہو، ستاون سال کے بعد تمہارے باپ کی زندگی تھی ہی نہیں پھر رونے کا کونسا مقام ہے۔

غرض نہایت صبر و استقلال کے ساتھ مقتل کی طرف چلے۔ حجاج کو اطلاع دی گئی کہ اس وقت بھی سعید بن جبیر کے لبوں پر ہنسی ہے اس نے واپس بلا کر پوچھا کہ تم کس بات پر ہنس رہے ہو؟ فرمایا خدا کے مقابلے میں تمہاری جرأتوں پر اور تمہارے مقابلہ میں اس کے حلم پر۔"

یہ سن کر حجاج نے اپنے سامنے ہی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا۔ چمڑا بچھائے جانے کے بعد حجاج نے قتل کا اشارہ کیا۔ اس وقت سعید بن جبیر نے کہا کہ اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں حجاج نے کہا کہ اگر مشرق کی طرف رخ کرو تو اجازت مل سکتی ہے فرمایا، کچھ حرج نہیں۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔

میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل جھکا دو۔ یہ سن کر سعید بن جبیر نے راہ تسلیم و رضا میں خود سر کو خم کر دیا اور یہ آیت پڑھی۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (طٰہٰ)

اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اس میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی میں سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

اور کلمۂ شہادت پڑھ کر بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس کو کسی کے قتل پر قادر نہ کرنا اور اسی طرح اس کو کسی پر مسلط نہ کرنا۔

جلاد شمشیر برہنہ لئے موجود تھا، حجاج کے حکم سے دفعتاً تلوار چمکی اور کشتۂ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا۔ زمین پر گرنے کے بعد آخری کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ منہ سے نکلا۔

اس سلسلہ میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ سعید بن جبیر کے جسم سے عام قتل ہونے والوں کے جسم سے زیادہ خون نکلا تھا۔ حجاج نے اطبا کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا کہ اور مقتولوں کے جسم سے خون بہت کم نکلتا ہے اور ان کے جسم سے خون کے فوارے رواں تھے۔ اطبا نے جواب دیا کہ خون روح کے تابع ہے، جن لوگوں کو پہلے قتل کیا گیا ان کی روح ان کے قتل سے پہلے ہی اس کے حکم ہی سے تحلیل ہو چکی تھی اور حضرت سعید بن جبیر کی روح پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔

Marfat.com

یہ واقعہ ۹۴ھ میں پیش آیا اس وقت حضرت سعید بن جبیر کی عمر باختلاف روایت ۵۷ یا ۴۹ سال کی تھی۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کی شخصیت ایسی تھی کہ تمام اکابر تابعین اس واقعہ سے سخت متاثر ہوئے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا، خدایا ثقیف کے فاسق (حجاج) سے اس کا بدلہ لے۔ خدا کی قسم اگر تمام روئے زمین کے باشندے ان کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ میں دھکیل دیتا۔

حضرت سعید بن جبیر کی آخری دعا بے اثر نہ رہی۔ ان کا خون ناحق رنگ لایا چنانچہ ان کے شہید ہو جانے کے بعد ہی حجاج سخت دماغی امراض اور توہم میں مبتلا ہو کر چند دنوں کے بعد بستر مرگ پر جا پہنچا۔ بیماری کی حالت میں اسے نظر آتا تھا کہ حضرت سعید بن جبیر اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے ان سے پوچھ رہے ہیں کہ "دشمن خدا، تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا۔ یہ خواب پریشاں دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھتا تھا اور کہتا تھا مجھے سعید سے کیا واسطہ۔ اسی مجنونانہ حالت میں ۹۵ھ میں فوت ہو گیا اس طرح سعید بن جبیر کے قتل کے بعد اسے دوسرے آدمیوں کے قتل کا موقع نہ مل سکا۔

اس کی موت کے بعد ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے جواب دیا کہ ہر ہر مقتول کے بدلے میں مجھے ایک ایک بار قتل کیا گیا اور حضرت سعید بن جبیر کے انتقام میں ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔

حضرت سعید بن جبیر کی شہادت کا مختصر بیان آپ حضرات کے سامنے آ گیا ہے جس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ کیسے زبردست بہادر، بیباک اور حق گو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ"

ظالم بادشاہ اور حاکم کے سامنے حق بات کہہ دینا سب سے بڑا جہاد ہے۔

تو جب حجاج نے اپنے بارے میں حضرت سعید بن جبیر سے کہا کہ "مَا تَقُوْلُ فِيَّ. قال. قَاسِطٌ عَادِلٌ" میرے بارے میں تم کیا کہتے ہو، انہوں نے کہا کہ تم قاسط اور عادل ہو، تو لوگ متحیر ہو گئے کہ اتنے بڑے ظالم کو قاسط اور عادل کیسے کہا۔

حجاج نے ان لوگوں سے کہا کہ تم نے یہی سمجھا ہو گا کہ اس نے مجھے منصف بنایا ہے۔ تو تم سمجھتے نہیں دراصل اس نے مجھے ظالم اور کافر و مشرک بنایا ہے۔ کیونکہ قاسط کے معنی ظالم کے اور عادل کے معنی کافر و مشرک

Marfat.com
Marfat.com

کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی آیتوں سے معلوم ہوا ہے۔ لیکن حضرت سعید بن جبیر نے توریہ کے طور پر ان الفاظ کا استعمال مقتضائے حال کے مطابق کیا تھا اگر صراحۃً ظالم و کافر کہتے تو سنگدل حجاج اور زیادہ ظلم کرتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب الاکراہ میں اس کی اجازت دی ہے بہر حال امام بخاری نے اس جگہ پہ قِسطا اور مُقسط اور قاسط کی تحقیق فرمائی ہے اور یہ کہا ہے کہ قاسط کے معنی ظالم کے ہیں۔

مُقسط کا اصل مصدر اقساط ہے باب افعال سے، نہ کہ قِسط ہے، ہاں اگر ز زائد کو حذف کر دیا جائے تو قِسط بھی مصدر ہو سکتا ہے (مقسط کام) اور باب افعال کی ایک خاصیت سلب ماخذ بھی ہے۔ تو مُقسط کا ماخذ اگر قِسط لیا جائے تو ظلم کے معنی میں ہے تو باب افعال میں لانے سے ظلم کا ازالہ ہو گیا۔ یعنی انصاف۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک جگہ پہ ہے۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ — ان کے درمیان میں عدل سے صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

تو آیت کریمہ میں وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ ،، یعنی قیامت میں ہم انصاف کی ترازو رکھیں گے اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک میزان اور میزان اس لئے ہے کہ اس میں کوئی چیز رکھ کر تولی جائے۔ قیامت میں کوئی خرید و فروخت تو ہو گی نہیں، یہی اعمال و افعال ہوں گے اور ان ہی کا وزن ہو گا ان میں کمی بیشی بھی ہو گی۔

میزان کی جمع موازین ہے۔ موازین کو جمع اس لئے لایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کے لئے الگ الگ میزان ہو گا۔ یا ہر ایک عمل کے لئے علیحدہ میزان ہو گا۔ یا تعظیم شان کے لئے ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ — حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

حالانکہ اس وقت صرف ایک ہی حضرت نوح علیہ السلام رسول تھے۔

ترکیب نحوی کے اعتبار سے اس جگہ الموازین موصوف ہے اور القسط صفت ہے لیکن القسط مفرد ہے تو یہاں پر موصوف اور صفت کے درمیان موافقت نہیں ہے۔ اس کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ القسط مصدر ہے اور مصدر، مفرد اور تثنیہ اور جمع سب کو شامل ہوتا ہے۔ یا یہاں ذوات کا لفظ مضاف محذوف ہے یعنی الموازین ذوات القسط۔

قیامت کے روز تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک کافر مشرک جن کے پاس کوئی نیکی نہیں ہو گی تو ان کے

Marfat.com

اعمال سیئہ کا وزن نہیں ہوگا کیونکہ ترازو کے دوسرے پلے پر کچھ نہ ہوگا۔ ایسے لوگوں کے متعلق سورۂ کہف میں فرمایا گیا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

دریافت کر لیجئے اگر تم کہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار عمل کے سب سے زیادہ خسارہ میں کون ہے؟ وہ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام کوششیں بیکار ہوں گی اور وہ اس گمان میں ہیں کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کی ملاقات سے کفر کیا تو ان کے تمام اعمال غارت ہو گئے، پس قیامت کے دن ان کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے، حال یہ ہے کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

اس آیت کریمہ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا سے معلوم ہوا کہ خالص کافروں کے اعمال کا وزن نہیں ہوگا وہ بے حساب وکتاب اور بے وزن جہنم رسید ہوں گے اسی طرح بعض متقیوں اور متوکلین علی اللہ کے اعمال کا بھی وزن نہیں ہوگا اور جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور جس کے پاس نیکی و بدی دونوں ہوں گی ان کا حساب بھی ہوگا اور ان کا وزن بھی ہوگا جن کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ جنت میں جائیں گے اور جن کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا وہ سزایاب ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

جس طرح مذکورہ آیتوں سے عمل کا تولا جانا ثابت ہے اسی طرح سے متواتر حدیثوں سے بھی عمل کا تولا جانا ثابت ہے آپ چند حدیثیں سن لیجئے۔

ترغیب وترہیب اور مشکوۃ وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يُوضَعُ الْمِيزَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَوْ وُزِنَ فِيهِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ لَوَسِعَتْ فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ لِمَنْ يَزِنُ هٰذَا؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ لِمَنْ

یعنی قیامت کے دن جو ترازو رکھی جائے گی وہ اتنی بڑی چوڑی ہوگی کہ اگر اس میں زمین وآسمان رکھ کر تولے جائیں تو سب اس میں سما جائیں گے، فرشتے دیکھ کر عرض کریں گے یہ کس کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں

Marfat.com

شِئْتُ مِنْ خَلْقِیْ فَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔

اپنی مخلوق میں سے جس بندے کے لئے حساب کر کے اس کے عمل کو تولنا چاہوں گا یہ اس کے لئے ہے، یہ سن کر فرشتے کہیں گے خدایا! جیسی تیری عبادت کرنے کا حق تھا ہم نے ویسی عبادت نہیں کی۔

اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی تولا جائے گا اور یہ سب سے زیادہ وزنی ہوگا جیسا کہ ترمذی ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو سب لوگوں کے سامنے نکالے گا اور اس کے نامۂ اعمال کے بڑے بڑے دفتروں کو کھولے گا، ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک اس کی نگاہ پہنچ سکے گی وہی نظر آئے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو ان دفتروں میں سے کسی کا انکار کرتا ہے یا لکھنے والے نگران فرشتوں نے ظلم کیا ہے؟ وہ شخص کہے گا نہ میں انکار کرتا ہوں اور نہ فرشتوں نے ظلم کیا ہے۔ پھر فرمائے گا تجھے کوئی عذر ہے؟ وہ شخص کہے گا مجھے کوئی عذر نہیں ہے! اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہاں تیرے پاس ایک نیکی ہے جو تیرے گناہوں کو مٹا دے گی اور آج قیامت کے دن تیرے اوپر ظلم نہیں ہوگا کہ تیری نیکیوں میں سے کچھ کم کر دیا جائے اور گناہوں کو زیادہ کر دیا جائے۔ پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں کلمہ طیبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" لکھا ہوا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس جگہ تیری نیکی تولی جاتی ہے اس جگہ تو حاضر ہو، وہ شخص کہے گا۔ خدایا! یہ پرچہ ان ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں کیا ہے یعنی بظاہر کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کے دن تیرے ثوابوں میں کمی نہیں ہوگی بلکہ دوگنا سے سہ گنا کر کے ثواب دیا جائے گا۔

چنانچہ کلمہ طیبہ والا پرچہ ترازو کے ایک پلہ پر رکھا جائے گا اور نامۂ اعمال کے ننانوے دفتر دوسرے پلہ میں رکھ کر تولہ جائے گا تو دفتروں کا پلہ ہلکا اور کلمہ طیبہ والا پلہ بھاری ہوگا۔

اللہ کے نام کے سوا کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے اور اللہ کے سوا کسی کی ہستی نہیں ہے اور اس کے سامنے سب ہیچ اور نیست و نابود ہیں کیونکہ وہ وجودی ہے اور باقی سب عدمی ہیں اور وجود عدم پر غالب ہے اس لئے سب سے زیادہ وزنی ہوگا۔

نیکی کے تول کے وقت کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا اور نہ اس کی امداد کر سکے گا اگر ایک معمولی نیکی بھی گھٹ گئی تو اسے پورا کرنے کے لئے اپنے خویش و اقارب سے طلب کرے گا تو وہ صاف

Marfat.com

انکار کر دیں گے۔ یہ سمجھ کر کہ اگر میری نیکی کم ہوگئی تو میں کس سے مانگوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ عذاب جہنم کو یاد کر کے رونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیوں روتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جہنم کی سزاؤں کو یاد کر کے رونا آگیا۔

فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟ فَقَالَ اَمَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ؟ وَعِنْدَ تَطَايُرِ الصُّحُفِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ اَمْ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَجُوْزَ (ابوداؤد)

کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد فرمائیں گے آپ نے فرمایا۔ ان تین جگہوں میں سے کوئی کسی کو نہیں یاد کرے گا، (۱) ترازو کے پاس جہاں نیکی و بدی کی تول ہوگی یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہے یا بھاری ہے (۲) نامۂ اعمال کے تقسیم کے وقت یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا پیچھے سے (۳) اور پلصراط کے پاس، جب وہ پل جہنم کے درمیان رکھا جائے گا یہاں تک کہ پار اتر جائے۔

جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو ایک فرشتہ زور سے اعلان کرے گا کہ فلاں شخص پاس ہوگیا اور اگر پلہ ہلکا ہوگا تو زور سے اعلان کرے گا کہ فلاں شخص فیل ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِالْمِيْزَانِ فَيُؤْتٰى بِابْنِ اٰدَمَ فَيُوْقَفُ بَيْنَ كِفَّتَيِ الْمِيْزَانِ فَاِنْ ثَقُلَ مِيْزَانُهٗ نَادَى مَلَكٌ بِصَوْتٍ يَسْمَعُ الْخَلَائِقُ سَعَدَ فُلَانٌ سَعَادَةً لَا يَشْقٰى بَعْدَهَا اَبَدًا وَاِنْ خَفَّ مِيْزَانُهٗ نَادَى مَلَكٌ بِصَوْتٍ يَسْمَعُ الْخَلَائِقُ شَقِيَ فُلَانٌ شَقَاوَةً لَا يُسْعَدُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

(البزار والبیہقی)

ایک فرشتہ ترازو کے اوپر نگران مقرر کیا گیا ہے۔ ترازو کے دونوں پلوں کے درمیان انسان کو کھڑا کیا جائے گا تاکہ وہ اپنی نیکی بدی کی تول کو بچشم خود دیکھے اگر اس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگیا تو وہ فرشتہ بہت زور سے اعلان کرے گا جس کی آواز سارے میدان حشر والے سن لیں گے کہ فلاں شخص نیک بخت اور کامیاب ہوگیا تو اس کے بعد اب کبھی بھی بدبخت اور ناکامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگیا تو فرشتہ ایسی آواز سے اعلان کرے گا جسے تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں شخص فیل ناکام اور

Marfat.com

Marfat.com

نامراد ہو گیا اب اس کے بعد کبھی نیک بخت و بامراد نہیں ہو سکتا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن شفارش کرنے کے لئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا، میں انشاء اللہ سفارش کروں گا حضرت انس نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو میدان محشر میں کہاں تلاش کروں گا؟ آپ نے فرمایا۔

اَوَّلُ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ
قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عَلَی الصِّرَاطِ
قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قُلْتُ
فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ
قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ
لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الْمَوَاطِنَ الثَّلَاثَةَ
(ترمذی)

سب سے پہلے مجھے پلصراط کے پاس تلاش کرنے پھر میں نے عرض کیا کہ اگر میں آپ سے پلصراط کے پاس ملاقات نہ کر سکوں؟ تو آپ نے فرمایا پھر مجھے ترازو کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا اگر ترازو کے پاس بھی آپ سے نہ مل سکوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے حوض کوثر کے پاس تلاش کرنا۔ کیونکہ ان تینوں جگہوں پر میں کبھی نہ کہیں ضرور مل جاؤں گا۔

اس حدیث شریف سے بھی یہی ثابت ہوا کہ وزن حق ہے اور نیکی و بدی ضرور تولی جائے گی۔ پھر بھی قرآن و حدیث کی ان صاف اور صریح دلیلوں کے باوجود بعض لوگ میزان کا اور نیکی و بدی کے تولے جانے کا انکار کرتے ہیں کہ قیامت کے دن نہ کوئی ترازو ہوگی اور نہ نیکی و بدی تولی جائے۔

علامہ قسطلانی ارشاد الہادی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وَاَقْوَالُهُمْ تُوْزَنُ بِمِیْزَانٍ لَهٗ لِسَانٌ وَّكَفَّتَانِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ الْمُنْكِرِيْنَ لِذَالِكَ اِلَّا اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ اَحَالَهٗ عَقْلًا وَّمِنْهُمْ مَنْ جَوَّزَهٗ وَلَمْ يَحْكُمْ بِثُبُوْتِهٖ كَالْعَلَّافِ وَابْنِ الْمُعْتَمِرِ وَاحْتَجُّوْا بِاَنَّ الْاَعْمَالَ اَعْرَاضٌ وَّقَدْ عَدِمَتْ فَلَا يُمْكِنُ اِعَادَتُهَا وَاِنْ اَمْكَنَ اِعَادَتُهَا يَسْتَحِيْلُ وَزْنُهَا اِذْ لَا تَقُوْمُ بِاَنْفُسِهَا فَلَا تُوْصَفُ بِخِفَّةٍ وَّلَا ثِقْلٍ۔

بنی آدم کے اعمال و اقوال میزان میں تولے جائیں گے جس کی زبان ہوگی اور دو پلڑے ہوں گے معتزلہ اس کے مخالف ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں جو عقلاً محال سمجھتے ہیں اور بعض جائز سمجھتے ہیں لیکن کے ثبوت کا فیصلہ نہیں کرتے ہیں جیسے علاف اور ابن المعتمر اور اس کی دلیل میں یہ بیان کرتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں معدوم و فنا ہو جاتے ہیں تو اس کا لوٹانا غیر ممکن ہے اور اگر ممکن ہو تو اس کا وزن کرنا محال ہے بذاتہ قائم نہیں ہے لہذا ہلکے اور بھاری ہونے ساتھ متصف نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ لکھا ہے۔

وَاَنْكَرَتِ الْمُعْتَزِلَةُ الْمِيْزَانَ وَقَالُوْا هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْعَدْلِ۔

یعنی معتزلہ نے قیامت کے دن ترازو یہ عمل کے تولے جانے کا انکار کیا ہے کہ وہاں نہ کوئی ترازو ہوگی اور نہ عمل تولا جائے گا۔

جہاں میزان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد انصاف کرنا ہے۔"

تو حضرت امام بخاری نے ان لوگوں کی تردید میں یہ باب منعقد فرمایا ہے کہ قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے یہ ثابت شدہ ہے کہ قیامت کے دن میزان و ترازو ہوگی اور سب اعمال ضرور تولے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اعراض کو محفوظ رکھ کر تولا دے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُقَلِّبُ الْاَعْرَاضَ اَجْسَامًا فَيَزِنُهَا۔

اللہ تعالیٰ ان اعراض کو اجسام کے سانچے میں ڈھال دے گا اور تولے جائیں گے۔

اس کی وضاحت بعض حدیثوں سے بھی ہوتی ہے کہ نیکی اور بدی کی خاص خاص شکلیں ہوں گی۔ اور اسی شکل سے پہچانی جائیں گی۔ وہ شکلیں قبر میں بھی دکھائی جائیں گی اور قیامت میں بھی۔"

طبرانی اور ترغیب و ترہیب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو اگر یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں کے مجسمے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور تکلیفوں کو ہٹاتے رہتے ہیں اگر وہ مرد مومن نمازی ہے تو نماز اس کے سرہانے کھڑی ہو جاتی ہے اور روزہ اس کے دائیں جانب اور زکوٰۃ اس کے بائیں جانب اور بھلائیاں، صدقہ، نبیؐ پر درود سلام، اچھی باتیں اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک پیر کی جانب کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اگر سر کی جانب سے کوئی عذاب آنا چاہتا ہے تو نماز کہتی ہے میرے سامنے سے آگے جانے کی جگہ نہیں ہے یعنی نماز اس عذاب کو ہٹا دیتی ہے، پھر دائیں جانب سے کوئی عذاب آنا چاہتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ مجھ سے آگے جانے کا راستہ نہیں ہے اس طرح یہ روزہ عذاب قبر کو دور کر دیتا ہے، پھر بائیں جانب سے کوئی تکلیف دہ چیز آنا چاہتی ہے تو زکوٰۃ اسے روک دیتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر پیر کی طرف سے کوئی عذاب آنا چاہتا ہے تو صدقات و خیرات اور نیکی و بھلائی کہتی ہے کہ میرے آگے جانے کی جگہ نہیں ہے اور یہ نیک خصلتیں عذاب قبر کو روک دیتی ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد مردے سے کہا جاتا ہے۔ تم بیٹھ جاؤ۔ وہ اُٹھ بیٹھتا ہے تو اس وقت اس کے سامنے سورج دکھائی دیتا ہے جو غروب ہونے کے قریب ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ تمہارے پاس کیا ہے اس کے بارے میں تم کیا کہتے تھے اور کس کی گواہی دیتے تھے یعنی تم کس پر ایمان رکھتے تھے تمہارا رب کون ہے اور کس کا کلمۂ شہادت پڑھتے تھے یعنی تمہارا نبی کون ہے؟ تو وہ مرد کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ تم آئندہ پڑھ لینا۔ اس وقت جو کچھ ہم تم سے پوچھیں اس کا جواب دو۔ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے اور کیا گواہی دیتے ہو۔

وہ جواب دیتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ اللہ کے پاس سے حق بات لے کر آئے تھے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا اور تو اسی عقیدے پر مرا اور اسی عقیدے پر انشاء اللہ تو قبر سے اٹھایا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کو مجسم بنا دیا جائے گا اسی طرح سے برائیوں کو بھی مجسم بنا دیا جائے گا۔ یعنی برے عمل اور اچھے عمل کو صورت شکل دے دی جائے گی۔ ترغیب و ترہیب میں ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْحَسَنُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ

مومن موحد قبر میں منکر نکیر کے صحیح جوابات کے بعد نہایت خوبصورت شکل کا آدمی اس کے سامنے آتا ہے جس کے کپڑے بہت اچھے، بہت عمدہ اور خوشبو دار ہیں تو وہ اس مومن موحد کو بشارت اور مبارک باد دیتا ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اسی دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ جب نیک عمل کرو گے تو اس کا اچھا بدلہ پاؤ گے تو یہ آدمی اس سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں، آپ کا چہرہ خوبصورت ہے جس سے بھلائی ہی بھلائی ظاہر ہو رہی ہے تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ میں آپ کا نیک عمل ہوں (اللہ تعالیٰ نے مجھے خوبصورت بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں بشارت اور تسلی دوں)

لیکن جب کافر و نافرمان اور مشرک قبر میں پہنچتا ہے اور منکر نکیر کے سوالوں کا صحیح جواب نہیں دے پاتا تو اس کو تکلیفیں دینا شروع کرتے ہیں، قبر تنگ ہو جاتی ہے اور جہنم کی گرمی اسے محسوس ہوتی ہے

وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ

اور ایک بدشکل آدمی اس کے پاس آتا ہے جس کے

Marfat.com

Marfat.com

قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْقَبِيْحُ يَجِیْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ۔

کپڑے خراب اور بدبودار ہوتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں تمہیں ایسی چیز کی خبر دیتا ہوں جو تمہیں ناگوار معلوم ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ بُرے کاموں کا انجام برا ہے وہ کہتا ہے کہ تم کون ہو تمہارا چہرہ بہت بُرا ہے جس سے برائی معلوم ہوتی ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میں تمہارا برا عمل ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھے اور بُرے کام مجسم ہو کر ظاہر ہوں گے بُرے کاموں کی بری شکل اور اچھے کاموں کی اچھی شکل ہوگی۔

معراج اور دیگر مقامات کے واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ تفسیر ابن کثیر اور حدیث کی اکثر کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ معراج کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں جو جو مناظر دکھائے گئے تھے ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت جبریل علیہ السلام لے چلے۔ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ وہ کھیتی کاٹتی ہے اور فوراً وہ بڑھ جاتی ہے اور ایسی ہو جاتی ہے جیسے وہ پہلے تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ یہ راہِ خدا کے مجاہدین ہیں جن کی نیکیاں سات سو تک بڑھتی ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدلہ پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین رزاق ہے۔

پھر آپ کا گذر اس قوم پر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے اور ہر بار وہ ٹھیک ہو جاتے اور پھر کچلے جاتے۔ دم بھر کی انہیں مہلت نہیں ملتی تھی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نمازوں کے وقت بھاری ہو جایا کرتے تھے۔

پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے آگے پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں اور اونٹ کی طرح خار دار جہنمی درخت چر رہے ہیں اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا، یہ وہ لوگ جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں، اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے سامنے ایک ہانڈی میں صاف ستھرا گوشت ہے اور دوسری میں سڑا ہوا گندہ اور نہایت بدبودار گوشت ہے یہ اس اچھے گوشت سے روک دئے گئے ہیں اور اس سڑے ہوئے بدبودار گوشت کو کھا رہے ہیں، میں نے سوال کیا یہ کس گناہ کے مرتکب ہیں؟

Marfat.com
Marfat.com

جواب ملا کہ یہ وہ مرد ہیں جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کے پاس رات گذارتے تھے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر اوروں کے پاس رات گذارتی ہیں۔

پھر آپ نے دیکھا کہ راستہ میں لکڑی ہے جو ہر کپڑے کو پھاڑ دیتی ہے اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آپ کے ان امتیوں کی مثال ہے جو راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی۔

لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ ۝ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

یعنی ہر راستہ پر لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور راہِ خدا سے روکنے کے لئے نہ بیٹھا کرو۔

پھر آپ نے دیکھا کہ ایک شخص بہت بڑا ڈھیر جمع کئے ہوئے ہے جسے اٹھا نہیں سکتا پھر بھی وہ اور بڑھا رہا ہے تو آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیل امین یہ کون ہے؟ جواب دیا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے اوپر لوگوں کے حقوق اس قدر ہیں کہ وہ ہرگز ادا نہیں کر سکتا تاہم اور حقوق چڑھائے جاتا ہے۔ اور امانتیں لے رہا ہے۔ جن کی ادائیگی کی طاقت نہیں۔

پھر آپ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کی زبانیں اور ان کے ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ ایک طرف کٹتے ہیں دوسری طرف درست ہو جاتے ہیں۔ یہی حال برابر جاری ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا، یہ فتنے کے واعظ اور مقرر و خطیب ہیں۔

پھر آپ نے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے پتھر کے سوراخ میں سے ایک بڑا بھاری بیل نکل رہا ہے۔ پھر وہ لوٹنا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا آپ نے پوچھا۔ جبرئیل امین یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جو کوئی بڑے بول بولتا تھا پھر اس پر نادم تو ہوتا تھا لیکن لوٹا نہیں سکتا تھا۔

پھر آپ آگے تشریف لے چلے تو آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ ایک گروہ ہے جس کے منہ، زبان اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو آپ نے دریافت فرمایا، یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا کہ یہ لوگ بادشاہوں اور امیروں کے مخبر اور سی، آئی، ڈی ہیں جو رعایا کی طرف سے جھوٹی خبریں پہنچا کر لوگوں پر ظلم کراتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افسوس کرتے ہوئے آگے چلے تھوڑی دور جا کر ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگ گرفتار ہیں، ملائکہ ان کے جسم سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر انہیں کھانے کو دیتے ہیں۔ آپ نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ عیش کرنے والے ہیں۔ اب قیامت تک یہ اپنا گوشت آپ کھاتے رہیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اور گروہ کو دیکھا جس کا منہ سیاہ ہے اور آنکھیں نیلی۔ نیچے

Marfat.com

کا ہونٹ ان کا زمین پر پڑا ہوا گھسٹتا ہے اوپر کا ہونٹ سر پر رکھا ہے اس کے منہ سے لہو اور پیپ جاری ہے جس کی بدبو سے دماغ سڑا جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیل امین یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ یہ شراب خور نالائق ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ میرا گذر ایک اور گروہ پر ہوا جن کے منہ سور کے سے تھے۔ ان کی زبانیں پشت کی جانب سے کھینچی گئی تھیں اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یا نبی اللہ! یہ جھوٹی گواہی دینے والی قوم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میرا گذر عورتوں کے ایک اور گروہ پر ہوا جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آتشیں کوڑے مارے جاتے تھے ان کوڑوں کی تکلیف سے یہ عورتیں کتوں کی طرح شور و غل مچاتی تھیں۔ آپ نے پوچھا اے جبرئیل! یہ عورتیں کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ میت پر نوحہ کرنے والیاں اور خاوندوں کو ستانے والی ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا گذر ایک اور قوم پر ہوا جن کے منہ کالے تھے ان کے سینے پر آگ کے طبق رکھے ہوئے تھے، تارکول کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جن میں آگ بھڑکتی تھی، فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے تھے۔ حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا کہ حضور! یہ گانے بجانے والے لوگ ہیں جو بغیر توبہ مر گئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک گروہ مجھے اور نظر آیا جن کو آگ میں جلایا جاتا تھا۔ ادھر جل چکا ادھر پھر زندہ ہوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ والدین کے نافرمان لوگ ہیں جس طرح سے انہوں نے والدین کو نافرمانی کر کے جلایا تھا اس کے عذاب میں قیامت تک جلتے رہیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے انہیں چھریوں سے ذبح کر رہے ہیں ان کے حلق سے نہایت بدبودار اور سیاہ خون نکل رہا ہے۔ یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے ہیں اور پھر ذبح کئے جاتے ہیں، آپ نے پوچھا، اے جبرئیل امین! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا کہ یہ قاتل خونی ہیں جنہوں نے ناحق خون کئے تھے اب اس کی سزا میں یہ ہمیشہ ذبح ہوتے رہیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اور گروہ کو بڑے پہاڑ کے برابر دو پتھروں کے نیچے پستے ہوئے دیکھا تو جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ مغرور اور متکبر لوگ ہیں۔ ان کا غرور قیامت تک اسی طرح توڑا جائے گا۔

ان حدیثوں اور واقعات سے معلوم ہوا کہ نیکی اور بدی کا بدلہ جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز کے بعد فرمایا کہ جہنم مجھ سے اتنی قریب ہوگئی کہ میں کہنے لگا کہ اے میرے رب میں دوزخ والوں میں کہاں آگیا اتنے میں ایک عورت کو دیکھا کہ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا۔ ایک بلی اس کو نوچ رہی ہے، میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہا گیا کہ اس عورت نے اس بلی کو باندھ رکھا تھا نہ کھانا ہی کھلایا نہ پانی ہی پلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی بلکہ بھوکی پیاسی یہ بلی مرگئی جس کی وجہ سے اس عورت کو اس کی سزا میں یہ عذاب دیا جارہا ہے۔ یہ بلی عذابِ الٰہی ہے جو اس شکل میں آپ کو دکھائی دے رہی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی جس قسم کا گناہ کرے گا اسی قسم کی سزا اس کو دی جائے گی۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ آیا ہے، یہ تمہارے کاموں کا بدلہ ہے جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے۔

یہ سزا اور عذاب عالم برزخ کا بتایا گیا ہے لیکن عالم آخرت میں جب قبروں سے نکل کر خدا کے سامنے حاضر ہوں گے تو ان ہی گناہوں کے انبار اور بوجھ لادے ہوئے پہنچیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

بے شک وہ لوگ خسارے میں پڑے جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعۃً آپہنچے گا تو کہنے لگیں گے، ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس سلسلے میں ہوئی اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بوجھ اپنی کمر پر لادے ہوں گے۔

خوب سن لو کہ بری چیز ہوگی جس کو وہ لادیں گے۔ یعنی جب اچانک قیامت آپہنچے گی تو اپنے برے اعمال پر انہیں ندامت ہوگی تو پھر افسوس ظاہر کریں گے اور اپنی پیٹھ پر اپنے گناہوں کے بوجھ لادے ہوں گے۔

ابو مرزوق بیان کرتے ہیں کہ جب کافر فاجر قبروں سے اٹھیں گے تو نہایت بدشکل مجسمہ ان کا استقبال کرے گا۔ اس سے سخت بدبو آئے گی وہ کافر نافرمان کہے گا تو کون ہے؟ وہ شکل کہے گی تم مجھے نہیں پہچانتے، میں تمہارے اعمال خبیثہ کا مجسمہ ہوں جو تو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ دنیا میں بہت دنوں تک تو مجھ پر سوار رہتا اب میں تجھ پر سوار ہوں گا۔

Marfat.com

یہی مطلب "هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ" کا ہے۔ اس آیت کریمہ سے بھی اعمال سینہ کا مجسم ہونا بنص قرآنی ثابت ہو رہا ہے۔ اور غلول والی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (آل عمران)	جو شخص خیانت کرے گا وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں غلول و خیانت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنی گردن میں اونٹ لادے ہو اور وہ بلبلاتا ہو۔ یعنی غنیمت وغیرہ کے مال سے خیانت کی ہوگی اور چرا لیا ہوگا تو اس اونٹ کو میرے سامنے لادے ہوئے سفارش کے لئے آئے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے۔ تو اس وقت اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں نہ تیری امداد کر سکتا ہوں۔ دنیا میں یہ بات میں نے پہنچا دی تھی کہ جو چوری کرے گا وہ اس چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا میں اس کی حمایت نہیں کروں گا۔

اور ہرگز نہ پاؤں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا لادے آرہا ہو اور وہ گھوڑا ہنہنا کر آواز کرتا ہوگا جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ چوری کا گھوڑا ہے۔ وہ میرے پاس آکر کہے گا۔ یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے تو میں اس سے کہوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں دنیا میں تجھ کو یہ حکم پہنچا چکا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تم کو ہرگز نہ پاؤں کہ قیامت کے دن کوئی اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آرہا ہو۔ اس بکری کے لئے آواز ہوگی۔ وہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے، میں کہوں گا کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں نے دنیا میں یہ حکم تجھ کو پہنچا دیا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا۔ ہرگز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان غلام وغیرہ کو لادے ہوئے ہوگا۔ وہ چیختا ہوا میرے پاس آئے گا اور کہے گا، یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے۔ میں کہوں گا تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا تھا۔

پھر ارشاد فرمایا ہرگز نہ پاؤں تم کو اس حالت میں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑے لادے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے آئے یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال سے کپڑے کی خیانت کی تھی یا کسی کا کپڑا چرا لیا تھا۔ بغیر حق کے غیروں کے کپڑے پہنتا ہو تو وہ کپڑے ہلتے اور حرکت کرتے ہوں گے وہ کہے گا یا رسول اللہ! امداد کیجئے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ حکم تو میں دنیا ہی میں پہنچا چکا تھا۔

پھر فرمایا۔ میں تم کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اپنی گردن پر بے زبان چیزیں مثلاً سونا چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے۔ وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے میں کہوں گا۔ میں تیری کچھ بھی امداد نہیں کر سکتا۔ میں نے یہ حکم تجھ کو دنیا میں پہنچا دیا تھا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ اگر کسی کا ناحق زمین کا کچھ حصہ دبا لیا ہے تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں کا ہار اس کے گلے میں پڑا ہو گا۔

بخاری شریف میں ہے اگر کوئی اپنے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن وہ جانور بہت موٹے تازے ہو کر بڑے بڑے تیز سینگوں سے اسے ماریں گے اور روندتے اور کچلتے رہیں گے۔ پچاس ہزار برس تک یہی عذاب ہوتا رہے گا اور فرمایا۔ وہی مال گنجا سانپ بن کر مالک کا پیچھا کرے گا اور مالک اس سے بھاگے گا یہاں تک کہ سانپ اس کو پکڑ کر اس کا ہاتھ چبا جائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کی باچھیں چیرتا ہوا کہے گا "اَنَا کَنْزُکَ" میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا۔

اور قرآن مجید کی سورۂ توبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چاندی اور سونے کی زکوٰۃ نہیں نکالے گا وہ چاندی اور سونا جہنم کی آگ میں گرم کر کے ان کی پیشانیوں، پیٹھوں اور پہلوؤں کو ان سے داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا۔ یہ وہی خزانہ ہے جس کو تم دنیا میں جمع کرتے رہے اب اس کا عذاب چکھو۔

یہ سزا عالم مثال میں ہے، فوٹو میں اصلی شکل آجاتی ہے، ریڈیو میں اصلی الفاظ آتے ہیں بعض مرتبہ آواز محفوظ اور ریکارڈ کر لی جاتی ہے اور اب تو ٹیلی ویژن میں آواز کے ساتھ شکل بھی نظر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

جس قسم کا بیج ہوتا ہے اسی کے جنس سے درخت پیدا ہوتا ہے۔ انگور سے انگور۔ آم کے درخت سے آم اور امرود کے درخت سے امرود ہی پیدا ہو گا اور سزا و جزا اعمال کے اثرات اور ثمرات ہیں جو چیز زمین میں بوئی جائے گی وہی نکلے گی۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

Marfat.com
Marfat.com

مسلم شریف میں ہے کہ جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے کے ہتھیار سے مار ڈالا وہ ہتھیار قیامت کے دن اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اسی کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔ اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کیا وہ قیامت کے دن جہنم میں وہی زہر پیتا رہے گا اور جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی ہے تو قیامت کے دن اسی قسم کے پہاڑ سے آگ میں گرتا رہے گا اور جلتا رہے گا سچ ہے۔ کما تدین تدان۔ جیسا کرو گے ویسا ہی پاؤ گے۔

غدار اور عہد شکنی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا۔ قیامت کے دن اس کی غداری کا جھنڈا اس کی پیٹھ پر ہوگا جس سے پہچانا جائے گا کہ یہ دنیا میں غدار تھا۔ بہرحال ہر گناہ کی صورت نوعیہ جداگانہ ہے اور اس کا بدلہ بھی جداگانہ ہے۔

ان آیات بینات اور احادیث متواترات اور شواہد مشاہدات سے حضرت عبداللہ بن عباس کی تائید ہوتی ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آثام کو اجسام بنا دے گا۔ تو اس بنا پر خواہ اعمال حسنہ ہوں یا اعمال سیئہ ہوں قیامت کے روز ترازو میں تولے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ جب قادر مطلق ہے تو کوئی مشکل نہیں۔ اور بطاقہ والی حدیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ اعمال حسنہ اور اعمال سیئہ کے اعمال نامہ کو تولا جائے گا اور اس کی بھی بہت سی دلیلیں ہیں، یا خود ہی اعراض یا اعمال کو تولا جائے۔

اس کی تائید موجودہ زمانہ کی ترقیات سے بھی ہوتی ہے کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض سے نہیں ہیں جن کا ایک ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہوتا ہے جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا۔ اس سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کا مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ برابر بھی غائب نہ ہو۔

اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے بخاری شریف کی آخری حدیث پر تقریر کر رہا ہوں۔ اور میرے سامنے لاؤڈ اسپیکر ہے اور ایک طرف ٹیپ ریکارڈ بھی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر سے میری آہستہ تقریر نہایت زوروں سے محلہ میں جا رہی ہے اور ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ ہو رہی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی بات ختم ہو جائے گی لیکن ٹیپ ریکارڈ کی آواز باقی رہے گی آپ میری عدم موجودگی میں اس تقریر کو سننا چاہیں تو ہو بہو یہی سن سکیں گے تو جب ٹیپ ریکارڈ میں آواز محفوظ رہتی ہے جو اعراض

Marfat.com

بیں سے ہے تو خدائی ٹیپ ریکارڈ میں یقیناً محفوظ رہے گی۔ یہی آواز اور اعراض تولے جائیں گے اس میں نہ کوئی تعجب ہے اور نہ غیر ممکن ہے۔

کیونکہ نصوص سے ہم کو معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایک ایسے میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا جس میں دو پلے اور زبان وغیرہ موجود ہے لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے اور اس سے وزن کرنے کا کیا طریقہ ہوگا، ان باتوں کا فہم ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہے اس لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی بلکہ ایک میزان ہی کیا اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں بجز اس کے کہ ان کے نام ہم سن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنت نے بیان کر دیا ہو عقیدہ میں رکھیں اس سے زائد تفصیل پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے باہر ہے کیونکہ جن قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے۔

اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لیجئے کہ کتنی قسم کی ہیں، ایک میزان وہ ہے جس سے سونا یا موتی تولتے ہیں، ایک میزان سے غلہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتی ہے جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں۔

ان کے سوا مقیاس الہواء اور مقیاس الحرارت وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں اسی طرح تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت جو اعراض میں سے ہے تول کر بتاتا ہے کہ اس وقت ہمارے جسم میں اتنی ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔

جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانوں کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض سے درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسی ہی میزان قائم کر دے جس سے ہمارے اعمال کے اوزان اور ان کے درجات کے درمیان تفاوت صورتاً اور حسناً ظاہر ہو جائے۔

حضرت امام المحدثین سید الفقہاء سراج السالکین محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں معتزلہ کے عقیدۂ باطلہ کی تردید فرمائی ہے جو اس کے قائل تھے کہ قیامت کے دن نہ میزان قائم ہوگی اور نہ افعال و اقوال کا وزن ہوگا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدائے کتاب سے انتہائے کتاب تک منکرین صفات الٰہی منکرین عذاب قبر، منکرین ملائکہ و جن، مجسمہ، مرجیہ، جبریہ، جہمیہ، خارجیہ، رافضیہ اور دیگر اہل بدع کی کتاب و سنت کی روشنی میں نہایت عمدہ طریقے سے تردید فرمائی ہے اور سب

Marfat.com
Marfat.com

سے بڑا لطف یہ ہے کہ اشارہ کنایہ سے کام لیا ہے کہیں نام نہیں لیا۔ کتاب الایمان میں گمراہ فرقوں کی، کتاب وسنت کی روشنی میں تردید فرمائی۔ یہ کتاب التوحید، کتاب الرد علی الجہمیہ ہے، اس میں بھی ان گمراہ فرقوں کی اصلاح فرمائی ہے جس میں میزان کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔

حضرت امام المحدثین والفقہاء امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسند درس پر جلوہ افروز ہیں اور ہر قسم کے فضلاء وکملاء اور مختلف عقائد کے لوگ آپ کے سامنے شاگردی کا زانوتہ کئے ہوئے ہیں اور ہر ایک کو تسلی بخش جواب سے سرفراز فرما رہے ہیں۔

امام المحدثین کا حلقہ درس، حدیث۔ فقہ۔ تاریخ۔ تفسیر نکات اسانید وعلل غامضہ کی ایک جامع درسگاہ ہے، آپ کی اس درس گاہ کو ایک مکان فرض کرو جس کے متعدد دروازے ہیں ہر ایک صاحب کمال موجود ہے جو طالبین کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہے۔ بعض طالبین نکات فقہیہ کے دلدادہ ہیں تو دوسرے صحیح حدیثوں پر شیفتہ۔ کسی کو تفسیر سے شغف ہے تو کسی کو تاریخ سے دلچسپی۔ کچھ لوگ علل غامضہ اور تدقیقات اسانید ورجال کے شیدا نظر آتے ہیں۔

ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی شامل درس ہیں جن کو فرق باطلہ کی تردید کا شوق دامنگیر ہے اور علم کلام سے شغف۔ ایک امام المحدثین کی جامعیت نے سب کو گرویدہ کر رکھا ہے۔ بقول ام فربریؒ کے امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ سے نوّے ہزار تلامذہ (شاگردوں) نے بخاری شریف پڑھی ہے اور ہر ایک اس کتاب سے فیضیاب ہوا ہے۔

مثال کے طور پر امام مسلم بن حجاج قشیریؒ کو دیکھ لیجئے۔ یہ امام بخاری کے شاگرد ورشید ہیں۔ یہ بھی آپ کے شاگردی کا زانوتہ کئے ہوئے ہیں۔ اور علل غامضہ واسماء رجال کی تحقیق کر رہے ہیں جواب صحیح پانے کے بعد امام بخاری کی پیشانی کا بوسہ دیتے اور غایت سرور میں آکر فرماتے۔

"دَعْنِیْ اُقَبِّلْ رِجْلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ"

آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے دونوں پیروں کو چوم لوں۔

تدریب الراوی میں ہے۔

لَوْلَا الْبُخَارِیُّ لَمَا جَاءَ مُسْلِمٌ وَلَا مَا اَوَ وَمَا ذُکِرَ"

حضرت امام بخاریؒ کا فیض صحبت نہ ہوتا تو امام مسلمؒ کا کوئی نام بھی نہ لیتا۔

ایک گوشے میں حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ بیٹھے ہوئے ہیں اور حدیث کے افہام وتفہیم کے بارے میں مناظرہ کر رہے ہیں جیسا کہ ترمذی شریف میں بعض جگہ لکھا ہے کہ۔

Marfat.com

Marfat.com

"نَاظَرْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيَّ"

میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری سے مناظرہ کیا۔

امام ترمذی، امام بخاری کے تلامذہ راشدہ میں سے ہیں اسی وجہ سے بعض محدثین نے امام ترمذی کو امام بخاری کا خلیفہ لکھا ہے۔ امام ترمذی بہت بڑے مشہور محدث اور عالم و فاضل ہیں۔ یہ سب امام بخاریؒ کی بدولت ہے۔

ایک طرف امام نسائی بھی امام بخاری کے حلقوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اسمائے رجال وفن حدیث میں استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے صالح محمد جزری، امام محمد بن نصر مروزی، امام ابو حاتم رازی، امام ابن حافظ کبیر، ابن خزیمہ صاحب الفقہ والحدیث، اور دیگر چوٹی کے محدثین امام بخاریؒ کے شاگردوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے نظر آرہے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ سے استفادہ کر رہے ہیں۔

صاحب فضل وکمال امام دارمیؒ بھی امام المحدثین کے شاگردوں میں سے ہیں جب امام دارمی کے انتقال کی خبر حضرت سید المحدثین امام بخاری کو پہنچی تو بہت آبدیدہ ہو گئے۔ دیر تک سر نیچے جھکائے رہے اور اپنا یہ شعر فی البدیہہ تحسر کے طور پر پڑھنے لگے ؎

إِنْ عِشْتَ تَفْجَعُ بِالْأَحِبَّةِ كُلِّهِمْ وَفَنَاءُ نَفْسِكَ لَا أَبَا لَكَ أَفْجَعُ ،

اگر تو زندہ رہا تو تمام دوستوں کی جدائی کا رنج وغم اٹھائے گا۔ اور تیرا زندہ رہنا سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

تو ایک لاکھ کے قریب محدثین کرام نے حضرت سید المحدثین امام بخاریؒ سے فیض کمال حاصل کیا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ سب فارس کے رہنے والے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔ (رواہ الشیخان)

ایمان اگر ثریا پر بھی ہو تو اس کو فارس کے کچھ لوگ پا لیں گے۔

اس حدیث میں فارس کے تمام محدثین شامل اور داخل ہو گئے ہیں۔

حضرت سید المحدثین امام بخاریؒ بخارا ہی کے رہنے والے ہیں جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے جو ملک فارس میں ہے۔ تو آپ حضرات کا تلمذ اور تعلق امام بخاری سے ہی ہے یعنی آپ حضرات بھی واسطہ در واسطہ امام بخاری کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ حضرات اپنی تلمذیت کی نسبت کو اس طرح سے سن لیجئے اور سمجھ لیجئے کہ آپ حضرات امام بخاری کے کس طرح شاگرد ہوئے، تو میں عرض کر رہا ہوں۔

"میں نے یعنی خادم عبدالسلام بستوی سلفی بن یاد علی نے بخاری شریف حضرت العلام شیخ الحدیث احمد اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اور حضرت الشیخ نے سید العلام الفہام المحدث المفسر والفقیہ الکامل شیخ العرب والعجم مولانا سید نا نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھی۔ اور حضرت سید نذیر حسین صاحب نے شاہ اسحاق دہلوی سے پڑھی اور انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے پڑھی اور انہوں نے اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے پڑھی اور انہوں نے شیخ ابوالطاہر مدنی سے پڑھی اور انہوں نے شیخ ابراہیم کردی سے پڑھی اور انہوں نے شیخ احمد الفشافشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبدالقدوس الشناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس محمد بن احمد بن حمزہ الی سے اور انہوں نے شیخ الحدیث زین الدین زکریا بن محمد انصاری سے اور انہوں نے شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر العسقلانی سے اور انہوں نے ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوخی سے اور انہوں نے ابوالعباس احمد بن ابوطالب صالحی سے اور انہوں نے شیخ صالح سراج الدین ابوعبداللہ الحسین بن المبارک بن محمد بن یحییٰ زبیدی البغدادی سے اور انہوں نے شیخ عبدالاول بن عیسیٰ الہروی سے اور انہوں نے شیخ ابوالحسن عبدالرحمن محمد بن مظفر داؤدی سے اور انہوں نے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حموية السرخسی سے اور انہوں نے عبداللہ بن یوسف الفربری سے پڑھی ہے اور فربری نے امام الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ سے پڑھی ہے۔ اب آخری حدیث کی سند پڑھئے۔

حضرت امام بخاری بیان فرماتے ہیں کہ:

حدثنا احمد بن اشکاب قال حدثنا محمد بن فضیل عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

یہ حدیث ہمارے استاذ احمد بن اشکاب نے بیان کی اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے استاذ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کی اور انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے روایت کی۔ اور انہوں نے ابوزرعہ سے روایت کی اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دو کلمے خدا کو پسندیدہ ہیں اور زبان پہ ہلکے پھلکے ہیں اور ترازو میں بھاری ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

تو آپ حضرات ان اکابرؒ واسطوں سے حضرت امام بخاریؒ کے شاگردوں میں شامل ہو گئے اور

Marfat.com

حضرت امام بخاری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ واسطے سے حضرت ابوہریرہ کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں آ گئے۔

یعنی چھبیس منزلوں کو طے کر لینے کے بعد آپ نے اپنا رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم کر لیا۔ یہ رشتہ اور تعلق بہت قوی ہے۔ اگرچہ آپ صحابی نہیں ہیں لیکن معنوی اعتبار سے حدیثوں کے پڑھنے سے ایک معنوی رشتہ حدیث کا پیدا ہو گیا ہے اسی لئے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے والے اور اس پر عمل کرنے والے سب آلِ نبی ہیں یعنی معنوی خاندان ہیں ؎

اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُوْا اَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ
لَّمْ يَصْحَبُوْا اَنْفَاسَهٗ صَحِبُوْا

حدیث والے آلِ نبی ہیں اگرچہ ذاتی طور پر آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔

آپ حضرات اصحاب الحدیث کے سلکِ مروارید سے منسلک ہو گئے گو ہم اس کے لائق تو نہیں ہیں لیکن رشتہ ضرور مل جاتا ہے اگرچہ درمیان میں کافی واسطے اور بہت سی منزلیں ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام — در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام
فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا — بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

بعض چیزیں حقیر ہوتی ہیں لیکن جب وہ عزیز اور شریف چیزوں سے اپنا تعلق جوڑ لیتی ہیں تو وہ بھی شریفوں ہی میں شمار ہوتی ہیں اور جو عزت و احترام شریفوں کا کیا جاتا ہے وہی ان کا بھی کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ قوم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا بدنصیب و بدبخت نہیں ہوتا۔

مٹی کو لوگ بہت کمتر اور ذلیل سمجھتے ہیں اور پیروں سے کچلتے ہیں لیکن جب یہ مٹی اچھی صحبت اختیار کر لیتی ہے اور اپنا رشتہ زر و جواہرات سے قائم کرے اور ان کے ساتھ چمٹ جائے تو زر و جواہرات کے ساتھ مٹی بھی تولی جاتی ہے اور جو قیمت زر و جواہرات کی ہوگی وہی قیمت اس کی بھی ہو جاتی ہے اسی طرح جو مٹی کسی خوشبو سے مخلوط ہو جاتی ہے تو خوشبو جیسی اس کی بھی قدر کی جاتی ہے علامہ شیرازیؒ نے اسی طرف ان اشعار میں اشارہ کیا ہے ؎

گلے خوشبو در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویزے تو مستم

Marfat.com

بگفتا من گلِ ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یعنی ایک دن حمام میں خوشبو دار مٹی ایک دوست کے ہاتھ سے مجھ کو ملی، میں نے اس مٹی سے کہا تو مشک ہے یا عنبر ہے میں تو تیری پیاری خوشبو سے مست ہو گیا ہوں، اس نے جواب دیا کہ میں تو ناچیز مٹی تھی لیکن ایک مدت تک پھول کی ہمنشین رہی ہوں اس کی ہم نشینی کے جمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں وہی حقیر مٹی ہوں جو اصل میں تھی، پھول کی صحبت کا اثر مجھ پر یہ ہوا کہ مجھ میں یہ مست خوشبو پیدا ہو گئی۔

خلاصہ۔ یہی ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اچھا اثر پیدا ہو جاتا ہے یہی مٹی اگر گھور میں رہے تو بدبودار ہو جائے گی اور خوشبودار کے ساتھ رہنے سے خوشبودار ہو جائے گی۔ اس وقت سید المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ یاد آگیا کہ ان کے انتقال پُر ملال کے بعد دفن کر کے قبرستان سے جب لوگ واپس ہونے لگے تو ان کی قبر شریف سے نہایت تیز خوشبو نکلنی اور پھیلنی شروع ہوئی جو مشک و عنبر سے بھی زیادہ تیز تھی۔ لوگ اس قبر کی مٹی کو جو خوشبو دار ہو چکی تھی لے جانے لگے اور پھر دور دراز سے لوگوں کا آنا کثرت سے ہوا اور ہر کوئی ایک ایک مٹھی مٹی اٹھا کر سونگھتا ہوا لے جاتا۔ اس وقت کے حاکم کو بڑا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اس قبر کی ساری خوشبو دار مٹی کو لوگ اٹھا لے جائیں گے تب اس نے پولیس کا پہرہ لگا دیا اور بڑی حفاظت و نگرانی کی گئی۔

اب بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کا وہی احترام اور عزت ہے ابھی حال میں شاہی جامع مسجد دہلی کے امام حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب مدظلہ روس گئے تھے۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو دیکھا تھا۔ واپسی پر امام صاحب نے سید المحدثین حضرت امام بخاری کی قبر کی عزت و توقیر اور عقیدت و احترام سے متعلق چشم دید حالات بیان فرمائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مٹی اس لئے خوشبو دار ہوئی کہ آپ حافظ الحدیث تھے اور کئی لاکھ حدیثیں ان کے سینہ میں محفوظ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراسر عطر ہی عطر تھے یعنی آپ کے جسم مبارک سے خوشبو مشک و عنبر سے زیادہ تھی اس وجہ سے وہی مہک حدیث کی خدمت کرنے والوں میں آگئی۔

معلوم ہوا کہ اچھے لوگوں کے ساتھ تعلق اور رشتہ قائم کرنے سے قدر و منزلت بڑھ جاتی

Marfat.com
Marfat.com

ہے. جنگل کی گھاس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لیکن اگر پھولوں کے گلدستہ کے ساتھ وہ تعلق قائم کرے تو وہی عزت و احترام جو پھول کے ساتھ کیا جاتا ہے اس گھاس کے ساتھ ہونے لگتا ہے علامہ شیرازیؒ نے گلستان میں اس گلدستہ کی حکایت نظم میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

دیدم گل تازہ چند دستہ — برگنبدے از گیاہ بستہ
گفتم چہ بود گیاہ ناچیز — تا در صفِ گل نشیند او نیز
بگریست گیاہ و گفت خاموش — صحبت نہ کند کرم فراموش
گر نیست جمال و رنگ و بویم — آخر نہ گیاہِ باغ رویم
من بندہ حضرت کریم — پروردۂ نعمت قدیم
گر بے ہنرم و گر ہنرمند — لطف است امیدم از خداوند
با آنکہ بضاعتے ندارم — سرمایۂ طاعتے ندارم
او چارۂ کار بندہ داند — چوں ہیچ وسیلتش نماند
رسم است کہ مالکان تحریر — آزاد کنند بندہ پیر
اے بارخدائے عالم آرائی — برسعدی پیر خود ببخشائی
سعدی رہِ کعبۂ رضا گیر — اے مردِ خدا رہ خدا گیر
بدبخت کسے کہ سر بتاید — زیں در کہ درد گر نیابد

میں نے چند گلدستے تازہ پھولوں کے گھاس سے بندھے ہوئے ایک گنبد یعنی اسٹیج پر دیکھے، میں نے کہا، ناچیز گھاس کیا حقیقت رکھتی ہے کہ وہ بھی پھولوں کی صف میں بیٹھے، گھاس نے رو کر کہا تو خاموش رہ، شریف انسان دوستی اور صحبت کے حق کو نہیں بھلاتا ہے اگرچہ مجھ کو خوبصورتی اور رنگ و بو حاصل نہیں ہے تو کیا میں اسی باغ کی گھاس نہیں ہوں جس کے یہ پھول ہیں؟ اگر ہوں تو مجھ کو پھولوں کی صحبت میں رہنے کا حق بھی حاصل ہے۔

اس کے بعد علامہ شیرازی اسی مناسبت سے دعا کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور خدا کے دربار میں عرض کرتے ہیں کہ میں خداوند کریم کی بارگاہ کا ادنیٰ بندہ ہوں اور اس کی نعمتوں کا پالا ہوا ہوں اگر میں ہنر والا ہوں یا بے ہنر ہوں اس کے باوجود مجھے خدا تعالیٰ سے لطف و کرم کی امید ہے اور یہ امید اس کے باوجود ہے کہ میں پونجی اور بندگی کا سرمایہ نہیں رکھتا ہوں۔ جب بندے کے لئے کوئی ذریعہ باقی نہ رہے اور ہر طرف سے ناامید ہو جائے تو ایسی مایوسی کے وقت میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

ہی بندے کے کام کی تدبیر جانتا ہے۔

یہ فائدہ ہے کہ آزادی کے مالک بوڑھے غلام کو آزاد کر دیا کرتے ہیں اور خدمات مفوضہ سے سبکدوش کر کے پنشن دیتے ہیں اے بزرگ خدا! دنیا کے سنوارنے والے اس بوڑھے سعدی پر عنایت و مہربانی فرما اور اس کو بخش دے۔ اے سعدی کعبہ رضا کی راہ اختیار کر یعنی ہر آن اس کی رضامندی کو پیش نظر رکھ، اے مرد خدا، خدا کی راہ اختیار کر بدبخت ہے وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے دروازہ سے منہ پھیرے اس لئے کہ دوسرا دروازہ بھی نہ پا سکے گا اور یہ واقعہ ہے کہ اس کے در سے روگردانی کرنے کے بعد کہیں پناہ کی جگہ نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ حضرات حدیث پڑھتے ہیں اور یہ حدیث کی آخری کتاب اور آخری حدیث ہے۔ اب آپ نہ صرف حضرت امام بخاری کے شاگردوں میں سے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے جانشین ہو گئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی جیسے حضرات کے لئے یہ دعا فرمائی تھی۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهٗ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ الخ

(شرف اصحاب الحدیث ص۱۱)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور خوش و خرم رکھے جس نے ہماری حدیث کو سن کر یاد کر لیا اور اسی طرح دوسروں کو پہنچا دیا۔

اسی نضرت و بہجت اور خوشنودی کی طرف علامہ ابوالعباس الغرفی نے اپنے ان اشعار میں اشارہ فرمایا ہے۔

اَهْلُ الْحَدِيْثِ عِصَابَةُ الْحَقِّ ۔۔۔ فَازُوْا بِدَعْوَةِ سَيِّدِ الْخَلْقِ

فَوُجُوْهُهُمْ زَهْرَةٌ مُّنَضَّرَةٌ ۔۔۔ لَاءَ لَاءَ هَا كَتَائِقِ الْبَرْقِ

يَا لَيْتَنِيْ مَعَهُمْ فَيُدْرِكُنِيْ ۔۔۔ مَا اَدْرَكُوْهُ بِهَا مِنَ السَّبَقِ

یعنی حدیث والے حق جماعت کے لوگ ہیں جنہوں نے سید الخلائق کی کامیابی حاصل کی ہے، ان کے چہرے نہایت ہی منور اور رونق والے ہیں جو بجلی کی طرح چمکتے ہیں، کاش میں بھی حدیث والوں کے ساتھ ہوتا تو جو سبقت و فضیلت ان کو حاصل ہے مجھے بھی حاصل ہو جاتی۔

آپ حضرات حدیث پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ حضرات کے لئے پیشین گوئی بھی فرمائی ہے اور جنتی ہونے کی بشارت بھی دی ہے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البدیع" میں یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت انسؓ نے روایت

Marfat.com
Marfat.com

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَجِيءُ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَمَعَهُمُ الْمَحَابِرُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ أَنْتُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ كُنْتُمْ تَكْتُبُوْنَ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوْا إِلَى الْجَنَّةِ۔

قیامت کے دن اصحاب الحدیث اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ دواتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود لکھتے رہے یعنی ہر حدیث کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھتے رہے لہذا اس کی برکت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب نوجوان حدیثوں کے طالب علموں کو دیکھتے تو أَهْلاً وَسَهْلاً وَمَرْحَبًا۔ فرماتے اور کہتے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہو اور جو تم سے حدیثیں پڑھیں گے وہ تمہارے جانشین ہوں گے۔ اب اس مفہوم کو حضرت ابو ہارون العبدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنئے وہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا وَمَا وَصِيَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَكُمُ الْحَدِيْثَ عَنِّيْ فَإِذَا جَاءُوْكُمْ فَالْطُفُوْا بِهِمْ وَحَدِّثُوْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ سَيَأْتِيْكُمْ شُبَّانٌ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَطْلُبُوْنَ الْحَدِيْثَ فَإِذَا جَاءُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا الشَّابُّ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ وَأَنْ

جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے تو آپ خوش ہو کر فرماتے تھے مَرْحَبًا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کیا ہے؟ فرمایا، ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد لوگ تم سے میری حدیثیں پوچھنے آئیں گے جب وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ لطف و عنایت سے پیش آنا اور انہیں حدیثیں سنانا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تمہارے پاس زمین کے کناروں سے جو لوگ حدیثیں طلب کرنے پہنچیں گے جب وہ آئیں تو ان کی بہترین خیر خواہی کرنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب ان (طالبان حدیث) نوجوانوں کو دیکھتے تو بے ساختہ فرماتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر تمہیں مرحبا ہو۔ حضورؐ کا

Marfat.com
Marfat.com

نُفَهِّمَكُمُ الْحَدِيْثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا۔

(شرف اصحاب الحدیث ص۲۱)

ہمیں حکم ہے کہ ہم کشادگی کے ساتھ تمہیں جگہ دیں اور تمہیں احادیث رسول سنائیں، تم ہمارے خلیفہ ہو اور اہل حدیث ہمارے بعد خلیفہ ہیں"

اس حدیث کا مطلب آپ حضرات نے سمجھ لیا یعنی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام کے خلیفہ اور نائب ہیں۔ اس خلافت دنیابت کا بڑا اہتمام کرنا پڑے گا۔ اور کتاب وسنت کے مطابق ہی عمل کرنا پڑے گا تو آپ ان بشارتوں کے مستحق ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ لوگوں کو علم وعمل کی توفیق عطا فرمائے گا۔ آمین۔

بات بہت دور چلی گئی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ امام بخاری رحمہ کی یہ کتاب اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ ہے اور یہ قرآن مجید کی تفسیر وتبیین ہے اس کی پہلی حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے اور آخری حدیث یہ ہے۔ حسن نیت اور اخلاص کامل کے ساتھ اس کتاب کی ابتدا ہوئی اور حسن اختتام سبحان اللہ العظیم پر ختم ہوئی چونکہ ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر کام کی مشروعیت بھی نیت ہی پر ہے اور ہر کام کی انتہا وزن پر ہے۔ صحیح وزن کے بعد کسی کو نہ اعتراض کرنے کا موقع ہے نہ چون چرا کا۔

فتح الباری میں علامہ کرمانی رحمہ کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ شروع کتاب میں وحی کا بیان ہوا ہے کیونکہ ہر کام الٰہی کا دارومدار وحی پر موقوف ہے اور احکام کی قبولیت صحیح نیت پر ہے اور صحیح وزن کا اختتام حسن خاتمہ پر ہے تو کتاب کی ابتدا بھی اور انتہا بھی دونوں قابل تحسین ہیں۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے رحمان کے نزدیک یہ دونوں کلمے بہت محبوب اور پسندیدہ ہیں، زبان سے بہت آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں اور ترازو میں بھاری ہیں۔ پہلا کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور دوسرا سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہے۔

کلمہ بامعنی لفظ کو کہتے ہیں اور یہ کلام پر بھی بولا جاتا ہے کلمہ اور کلام سے علم نحو میں بحث کی جاتی ہے اور ہر زبان میں یہ دونوں پائے جاتے ہیں ان دونوں کی آپس کی ترکیب سے ہر بات مکمل ہو جاتی ہے۔

کَلِمَتَانِ لفظ کلمۃ کا تثنیہ ہے اور حَبِیْبَتَانِ اس کی صفت ہے اور حبیبۃ محبوبہ کے معنی میں ہے، یعنی یہ دونوں کلمے خدا کے نزدیک محبوب ہیں یا ان کا کہنے والا رحمان کی نظروں

ہیں محبوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے تو خدا کا وہ محبوب بن جاتا ہے۔

اور رحمٰن رحمت سے مشتق ہے جس کے معنی رقت قلب کے ہیں اور رحمٰن و رحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں، رحمان میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے یَارَحْمٰنَ الدُّنْیَا کیونکہ خدا کی رحیمیت دنیا میں مومن اور کافر سب کو شامل ہے اور ہر شخص کو کھلاتا پلاتا اور پالتا پوستا ہے اور رَحِیْمُ الْاٰخِرَۃِ۔ کہا جاتا ہے کیونکہ آخرت میں صرف مومنوں کے لئے رحمت ہوگی جو جنت میں داخل ہوں گے، غالباً اسی مناسبت سے یہاں رحمٰن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ سُبْحَانَ اسم مصدر ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ خود مصدر ہے یعنی نَحْنُ نُسَبِّحُ سُبْحَانًا۔ بعض لوگوں نے سبحان کو مبنی علی الفتح پڑھا ہے۔

سُبْحَانَ کے معنی تسبیح کے ہیں اور تسبیح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نقصانوں اور خرابیوں سے پاک وصاف اور بری ہے۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے منزہ اور مبرا ہے اور پاک صاف ہے، نہ وہ ہماری تحمید کا محتاج ہے نہ تسبیح کا۔ البتہ اس لفظ کے کہنے سے ہم گناہ سے پاک صاف ہو سکتے ہیں

یہ تسبیح چاروں علتوں کی مستدعی ہے یعنی علت فاعلی، علتِ مادی، علت صوری اور علتِ غائی۔ تو تسبیح کرنیوالا گویا علت فاعلی ہے اور قولاً، عملاً اور اعتقاداً یہ سمجھنا کہ یہ صفت اللہ ہی کیلئے ہے یہ علتِ مادی اور تمام عیوب سے پاک صاف سمجھنا علتِ صوری ہے اور تسبیح پڑھنے کی وجہ سے نورانیت کا حاصل ہونا غرض وغایت ہے یہی حال حمد و صلوٰۃ بلکہ تمام عبادات کا ہے۔

تسبیح وتحمید کے الفاظ قرآن مجید میں بکثرت آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اوراد و وظائف میں اور فرشتے ہمہ وقت تسبیح وتحمید میں منہمک رہتے ہیں جب آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے اپنے ارادے کا اظہار کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً تو فرشتوں نے اپنے لئے استحقاق خلافت کی یہ وجہ بیان کی کہ "نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ" ہم تیری پاکی تعریف اور تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے تو انہوں نے سُبْحَانَکَ کہا کہ تیری ہی ذات نرالی ہے۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت ملی تو ان کو تعجب ہوا اور اس پر نشانی کا مطالبہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تین روز تک لوگوں سے صاف طور پر بات چیت نہیں کر سکو گے مگر اشارہ اور کنایہ سے اور حکم دیا۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ" تم اپنے رب کو زیادہ یاد کرتے رہو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تسبیح خواں سے بہت خوش ہوتا ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں نیک بندوں کی دعا کے بارے میں فرمایا جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ — اے ہمارے رب! تو نے زمین و آسمان کو بے کار نہیں

Marfat.com

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

نہیں پیدا کیا ہے تیری ذات پاک ہے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

اس آیت میں بھی "سُبْحَانَکَ" کا لفظ آیا ہے۔

سورۂ نساء میں یہ فرمایا ہے کہ عیسائیو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ اور تین خدا کے ماننے سے باز آجاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ ہی سب کا وکیل اور کارساز کافی ہے۔

اس آیت میں بھی سُبحانک کا لفظ ہے۔

سورۂ مائدہ میں ہے۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۔

جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا۔ کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ معبود بنالو؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے، میں تو آپ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھے کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے"

اور مشرکین مکہ کے رد میں فرمایا۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحَانَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض بلا سند تراش رکھی ہیں وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں۔

اس آیت میں سبحانہٗ کا لفظ آیا ہے۔

سورۂ اعراف میں ہے جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تجلیات الٰہی کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے تو۔

فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پس جب افاقہ ہوا تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ ہے آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔"

سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ زمین و آسمان اور جن و فرشتے اور ساری چیزیں خدا کی تسبیح خواں ہیں جیسے فرمایا۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہیں اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو، ہاں یہ صحیح ہے کہ تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

اور ایک جگہ اسی سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ

وہ اللہ پاک اور بے عیب ہے، جو اپنے بندے کو رات ہی رات لے گیا۔

جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے بلند آسمانوں میں بہت سی تسبیحوں کے ساتھ یہ تسبیح سنی۔

سَبَّحَتِ السَّمٰوٰتُ الْعُلٰى مِنْ ذِى الْمَهَابَةِ مُشْفِقَاتٍ لِذِى الْعُلُوِّ بِمَا عَلَا سُبْحٰنَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى۔

مخلوق میں ہر چیز اس کی پاکیزگی اور تعریف بیان کرتی ہے لیکن اے لوگو! تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے اس لئے کہ وہ تمہاری زبان میں تسبیح بیان نہیں کرتی ہیں۔ حیوانات، نباتات، جمادات سب اس کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت آئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح سنتے رہتے ہیں اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اپنی مٹھی میں چند کنکریاں لیں ہیں نے آپ سے سنا کہ وہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح خدا کی تسبیح کر رہی تھیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں میں بھی کنکریوں کو تسبیح پڑھتے ہوئے سنا گیا۔

اور صحیح و مسند حدیثوں میں ہے کہ کچھ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنیوں اور جانوروں پر سوار کھڑے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سواری پر سلامتی کے ساتھ سوار ہو اور اچھائی

Marfat.com

سے چھوڑ دیا کرو راستوں اور بازاروں میں لوگوں سے باتیں کرنے کی کرسیاں اپنی سواریوں کو نہ بنا لیا کرو۔ سنو! بہت سی سواریاں اپنے سواروں سے بھی زیادہ ذکر اللہ کرنے والی اور ان سے بھی بہتر اور افضل ہوتی ہیں۔

مسند احمد اور سنن نسائی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو مارنے سے منع فرمایا اور بتایا کہ اس کا بولنا خدا کی تسبیح ہے اور حدیث میں ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ اخلاص سے کہنے کے بعد ہی انسان کی نیکی قبول ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کلمہ شکر ہے اس کا نہ کہنے والا خدا کا ناشکرا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ زمین و آسمان کی فضا بھر دیتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کا کلمہ مخلوق کی تسبیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو تسبیح اور نماز کے اقرار سے باقی نہیں چھوڑا۔ جب کوئی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ مطیع ہوا اور اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دیا۔

تفسیر ابن کثیر اور مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے بچوں کو بلا کر فرمایا کہ میں تمہیں بصورہ وصیت دو حکم دیتا ہوں، ان دونوں پر بھی ضرور عمل کرنا اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں۔ ایک تو میں تمہیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع کرتا ہوں دوسرے تکبر سے روکتا ہوں۔ اور پہلا حکم تو تمہیں یہ کرتا ہوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے رہو اس لئے کہ آسمان و زمین اور ان دونوں کی تمام چیزیں ایک پلے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں صرف یہی کلمہ ہو تو بھی یہی کلمہ وزنی رہے گا۔ سنو اگر تمام آسمان و زمین ایک حلقہ بنا دیئے جائیں اور اس پر ان کو رکھ دیا جائے تو وہ انہیں پاش پاش کر دے گا۔ میرا دوسرا حکم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ پڑھنے کا ہے یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اس کی وجہ سے ہر ایک کو رزق دیا جاتا ہے۔

سورہ صٰفّٰت میں حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔

فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۝	پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں نہ ہوتے تو مردے
لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝	اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں رہتے۔

مچھلی کے پیٹ میں اور سمندر کی ظلمات کی تہ میں ان کی یہی تسبیح تھی کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔	نہیں ہے کوئی معبود مگر اے اللہ تو ہی ہے تیری ذات سب عیبوں سے پاک ہے میں ہی خطا وار اور ظالموں

Marfat.com

Marfat.com

میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی اور رنج وغم سے نجات دی اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے نجات دینے کا وعدہ فرمایا۔

ابن ابی حاتم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب مچھلی کے پیٹ میں ان کلمات کو کہا تو یہ دعا عرش خداوندی کے ارد گرد منڈلانے لگی۔ اور فرشتوں نے کہا خدایا یہ آواز تو بہت ہی دور کی ہے لیکن اس آواز سے ہمارے کان آشنا ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب بھی پہچان لیا یہ کس کی آواز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں پہچانا۔ فرمایا۔ یہ ہمارے بندے حضرت یونسؑ کی آواز ہے۔ فرشتوں نے کہا وہی یونسؑ جن کے نیک اعمال اور مقبول دعائیں ہمیشہ اوپر چڑھتی رہتی ہیں، خدایا ان پر تو ضرور رحم فرما، ان کی دعا قبول فرمالے۔ ان کو اس بلا سے ضرور نجات دے دے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں میں اسے نجات دوں گا۔ چنانچہ مچھلی کو حکم ہوا کہ اس میدان میں حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دے، چنانچہ اس نے اگل دیا اور وہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی نحیفی اور کمزوری اور بیماری کی وجہ سے چھاؤں کے لئے کدو کی بیل اگادی اور ایک جنگلی ہرن کو مقرر کر دیا جو صبح وشام ان کے پاس آجاتی تھی اور یہ اس کا دودھ پی لیا کرتے تھے۔

سورۂ نور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تسبیح دانی کے سلسلے میں یہ توجہ دلائی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیا تو نہیں دیکھتا کہ آسمان وزمین کی کل مخلوق اور تمام پرندے خدا کی تسبیح میں مشغول ہیں، ہر ایک کی نماز اور تسبیح اسے معلوم ہے لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

سورۂ یٰسین میں ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

وہ پاک ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے خواہ زمین کی اگائی ہوئی چیز ہو خواہ وہ چیزیں ہوں۔ جنہیں یہ جانتے بھی نہیں۔

سورۂ یٰسین کے آخر میں فرمایا۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

پاک ذات ہے وہ خدا جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں لفظ سُبْحَان اور سُبْحَانَ اللہِ کئی جگہ آیا ہے چند جگہوں کی نشاندہی کئے دیتے ہیں، سورۂ یوسف میں ہے۔ وَسُبْحَانَ اللہِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔
سورۂ نحل میں ہے۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ اور بنی اسرائیل میں ہے۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۔
ایک اور جگہ ہے۔ وَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۔
سورۂ مریم میں ہے: مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَہٗ۔ اور سورہ انبیاء میں ہے: فَسُبْحٰنَ اللہِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ، بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ۔ سورۂ مومنون میں ہے سُبْحٰنَ اللہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ سورۂ نور میں ہے سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ۔ سورہ فرقان میں ہے قَالُوْا سُبْحَانَکَ مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَآءَ۔
سورۂ نمل میں ہے: وَسُبْحٰنَ اللہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ سورہ قصص میں ہے: سُبْحَانَ اللہِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ سورہ روم میں ہے فَسُبْحٰنَ اللہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔
سورۂ سبا میں ہے: قَالُوْا سُبْحَانَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِھِمْ۔ سورۂ صٰفّٰت میں ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ سورہ زمر میں ہے: سُبْحٰنَہٗ ھُوَ اللہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ اور اسی میں دوسری جگہ ہے۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔
سورۂ زخرف میں ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۔ اور اسی میں دوسری جگہ ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ، اور بعض آیتوں میں سَبِّحْ امر کے صیغہ کے ساتھ آیا ہے جیسے سورۂ قٓ میں ہے۔
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۔ اور سورۂ طور میں ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۔ اور سورۂ واقعہ میں ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ۔
اور بعض جگہ سَبَّحَ ماضی کے صیغے کے ساتھ آیا ہے جیسے سورۂ صف میں ہے۔
سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۔ اور بعض جگہ مضارع کے ساتھ آیا ہے جیسے سورۂ حشر میں ہے: یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور سورۂ جمعہ میں ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۔
سُبْحَان کے سلسلہ میں یہ چند آیتیں آپ کے سامنے بیان کی ہیں، جن سے اس کی اہمیت

Marfat.com

Marfat.com

واضح اور ثابت ہوئی۔ اس کے بعد دَبِحَمْدِہٖ کو بھی مختصراً سن لیجئے۔

حمد کے معنیٰ تعریف اور خوبی بیان کرنے کے ہیں خواہ دل سے ہو یا زبان سے نعمت کے مقابلہ میں ہو یا غیر نعمت کے مقابلہ میں، منعم حقیقی کی تعریف و توصیف کرنا نہایت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی تعریف کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ تم میری تعریف اس طرح بیان کیا کرو۔ سورہ فاتحہ کے شروع میں فرمایا ہے کہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ — سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے۔

اور فرشتوں نے بھی اللہ کی تحمید و تسبیح کے سلسلہ میں یہ کہا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے۔

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ۔ — ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ۔ (البقرہ ۴)

جیسے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"

سورۂ انعام میں فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرِ۔ — اس اللہ کی تعریف ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اندھیریوں اور نور کو پیدا کیا۔

جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے جائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ۔ — سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو یہاں پہنچنے کے لئے راستہ دکھایا اگر اللہ تعالیٰ ہم کو یہاں راستہ نہ بتاتا تو ہم راستہ نہ پا سکتے تھے۔

سورۂ یونس میں بھی یہی فرمایا۔

دَعْوٰىھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ — ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا "السلام علیکم" اور ان کی آخری بات یہ ہوگی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سورۂ رعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا — وہی خدا ہے جو تمہیں ڈرانے اور امید دلانے کے

Marfat.com

وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ۔
وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ
مِنْ خِيْفَتِهٖ۔

سے بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور بوجھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے اور گرج اس کی تسبیح و تعریف کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور سورۂ حجر کے اخیر میں فرمایا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ
السّٰجِدِيْنَ ۝

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور نماز پڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

اور سورۂ طٰہٰ میں یہ حکم دیا ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ
الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرو۔ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

اور سورۂ فرقان میں فرمایا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ۔

اس خدا پر بھروسہ رکھئے جو ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا۔ اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیا کیجئے۔

اور سورۂ سجدہ میں فرمایا۔

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

وہ سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رب کی تعریف بیان کرتے ہوئے پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

سورۂ زمر کے آخر میں فرمایا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ
حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔

اور قیامت کے دن فرشتوں کو دیکھو گے کہ وہ عرش الٰہی کے کنارے کنارے گھیرا لگائے کھڑے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

اور سورۂ مومن میں فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ
مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں سب اللہ کی تسبیح و تعریف کرتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

سورہ نصر میں فرمایا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

اپنے رب کی تسبیح اور حمد کیجئے اور اس سے مغفرت کی دعا مانگئے بیشک وہ معاف کرنے والا ہے۔

اس آیت میں ہے کہ اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہو اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا آیتوں سے سُبْحَانَ اللّٰہِ اور بِحَمْدِہٖ کی اہمیت آپ کے سامنے بخوبی ظاہر ہوگئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حدیثوں میں بھی اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ کیجئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزانہ سَو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا رہے تو اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور فرمایا ایک مرتبہ کہنے سے دس نیکی، اور دس مرتبہ کہنے سے سو نیکی اور سو بار کہنے سے ہزار نیکی لکھی جاتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہنے سے جنت میں کھجوروں کا درخت لگایا جاتا ہے۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ نصف ترازو ہے یعنی اس کا ثواب آدھی ترازو کو بھر دیتا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ترازو کو ثواب سے بالکل بھر دیتا ہے۔

ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے واسطے خصوصیت سے فرمایا کہ تم اپنی انگلیوں پر سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور یہ بتائیں گی۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَعَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِہٖ کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھتے رہو اور سوتے وقت اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم دیا تھا۔

اور اسی حدیث میں جو آپ نے ابھی پڑھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں اور زبان پر آسان ہیں اور قیامت کے دن ترازو میں بھاری ہیں کیونکہ اس میں اسم اعظم لفظ جلال یعنی لفظ اللہ ہے جو اس کا ذاتی نام ہے یعنی وہ ذات واجب الوجود جس میں تمام صفات کمالیہ پائی جاتی ہیں، وہی معبود حقیقی

Marfat.com
Marfat.com

جس کی معرفت میں عقل انسانی حیران ہے۔

یہ لفظ جلال یعنی اللہ کا تمام چیزوں کے ساتھ اگر وزن کیا جائے تو سب سے زیادہ وزنی ہوگا تو جس طرح اللہ تعالیٰ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات بھی ازلی و ابدی ہیں۔

اللہ کی بہت سی صفتیں ہیں ایک صفت سلبی ہے جس کو صفت تنزیہی کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے منزہ، مبرا اور پاک و صاف ہے۔ اور دوسری صفت ثبوتی ہے جس کو صفت کمال کہتے ہیں۔ اور پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ صفت جلالی صفت کمالی وغیرہ کو ذات مع اپنی صفات کمالیہ اور جلالیہ کے اگر وزن کیا جائے تو یقیناً سب سے زیادہ وزنی اور بھاری ہوں گے۔ سُبْحَانَکَ مَا اَعْظَمَ شَانُکَ۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی بعض صفتیں وجودی ہیں جیسے علم و قدرت، اور یہی جلالی صفتیں ہیں۔

تسبیح کا اشارہ صفت جلال کی طرف ہے اور تمجید کا اشارہ اکرام کی طرف ہے اور چونکہ کسی کے ساتھ مقید نہیں ہے اس لئے پتہ چلتا ہے کہ اس کے کہنے کی تعلیم دی گئی ہے یعنی تم اللہ کی تمام برائیوں سے صفائی بیان کرو۔ اور اس کے تمام کمالات کی تعریف بیان کرو۔

ترتیب طبعی کا تقاضا یہی ہے کہ تحلیہ پر تخلیہ مقدم ہوتا ہے تو تسبیح تخلی پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کو تحمید پر مقدم کیا گیا جو تحلی پر دلالت کرتا ہے۔ اور لفظ اللہ کو پہلے اس لئے لایا گیا کہ وہ اس ذات کا نام ہے جو تمام صفات کمالیہ اور اسمائے حسنیٰ کا جامع ہے اور اللہ کی صفت عظیم کے ساتھ اس لئے لائی گئی ہے کہ وہ غیر مناسب صفتوں کو شامل نہیں ہے اور لائق صفتوں کا مثبت ہے۔ کیونکہ عظمت کامل عدم نظیر اور عدم تمثیل کو لازم ہے اسی طرح علم تمام معلومات کو اور قدرت تمام مقدورات کو شامل ہے۔

اور تسبیح کو حمد کے ساتھ اس لئے بیان کیا کہ لفیاً و اثباتاً ساری صفتیں ثابت ہو جائیں۔ اسلئے اس کو مکرر بیان کیا چونکہ تنزیہ کی شان مہتم ہونے کی وجہ سے زیادہ ہے مخالفین کے زیادہ ہونے کے اعتبار سے۔ اس لئے قرآن مجید میں مختلف لفظوں اور صیغوں کے ساتھ اس کو لایا گیا ہے۔

بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اللہ کی اصلی حقیقت تو سلب ہی سے معلوم کی جاتی ہے جیسے علم نہیں معلوم ہوتا مگر یہ کہ کہا جائے وہ جاہل نہیں ہے تو حقیقی معرفت تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں۔

Marfat.com

خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ میں صفت جلالی اور صفت کمالی دونوں ہیں۔ ذات وصف کے ساتھ تولی جائے گی تو تمام چیزوں سے وزنی ہوگی۔ وزن کرنے کے بعد پوری حجت قائم ہو جاتی ہے۔ اللہ پر کسی قسم کا الزام نہیں رکھا جا سکتا۔ اس وقت نامہ اعمال بھی اس کے سامنے ہوگا اور کہا جائے گا۔

اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔

تم یہ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لو۔ حساب کے لئے یہی کافی ہوگا

اور جس کی برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ ناکام ہوگا۔

بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

يَا اٰدَمُ قَدْ جَعَلْتُكَ حَكَمًا بَيْنِيْ وَبَيْنَ ذُرِّيَّتِكَ قُمْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ وَانْظُرْ مَا يَرْفَعُ اِلَيْكَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ فَمَنْ رَجَحَ مِنْهُمْ خَيْرُهٗ عَلٰى شَرِّهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَلَهُ الْجَنَّةُ حَتّٰى تَعْلَمَ اَنِّيْ لَا اُدْخِلُ مِنْهُمُ النَّارَ اِلَّا ظَالِمًا۔

اے آدم! ہم نے تم کو اپنے اور تمہاری اولاد کے درمیان حکم بنایا ہے تم ترازو کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو ان کے عملوں میں سے کون سا عمل اونچا ہوتا ہے جس کی بھلائی اس کی برائی پر ایک ذرہ کے زیادہ ہو جائے گی تو اس کیلئے جنت ہے اور تم جان لوگے کہ میں جہنم میں صرف ظالم مشرک ہی کو داخل کروں گا۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ نیکی اور بدی کا تولا جانا صرف اتمام حجت ہی کیلئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہی ہے کہ کون کہاں جانے کے لائق ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں بعض تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل ہی نہ تھے اور بعض قائل تھے لیکن یہ کہتے تھے کہ اسی دنیا میں نیکی بدی کا بدلہ مختلف جسموں میں ہو جائے گا وہ اپنی اصطلاح میں تناسخ اور ہندوستان والے "آواگون" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اچھے یا برے کاموں کے مطابق اس کی روح کسی جانور یا گھاس پھوس یا درخت کے قالب میں جا کر اپنے عمل کا نتیجہ بھگتتی ہے اور پھر انسانوں کے قالب میں لائی جاتی ہے اور کام کرتی ہے اس کے بعد جس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اس کو دوزخ میں جانا پڑتا ہے وہاں ہر قسم کی سزا بھگتتی ہے بعد ازیں اپنے بعض اچھے کاموں کی بدولت چند روز چاند کی دنیا میں چلی جاتی ہے۔

جس روح کے کچھ کام اب بھی باقی ہیں وہ اس دنیا میں ہوا، بادل اور بارش کے ذریعہ زمین

Marfat.com
Marfat.com

میں دوبارہ آتی ہے اور اپنے کام کے مطابق حیوانات یا نباتات کے روپ میں سزا پاتی ہے اور پھر چھوٹ کر انسان بنتی ہے یہاں تک کہ اس کے کام اتنے اچھے ہو جاتے ہیں کہ وہ سزا کے قابل نہ قرار پائے۔

اس وقت وہ مادی قالبوں کی قید سے نجات پاکر سورج لوک اور چندر لوگ وغیرہ اجرام سماوی کی دنیا میں جاکر آرام کرتی ہے اور اپنے علم و عمل کی کسی کمی سے بادل، ہوا اناج یا کسی دوسرے مخلوقات کے قالب میں ہوکر اس کو اس دنیا میں پھر آنا پڑتا ہے اور پھر وہی عمل اور سزا اور نئے نئے جنم میں پیدا ہوکر سزا بھگتنی ہے اور اس وقت تک اس آمد و رفت اور آواگون کے چکروں میں پھنسی رہتی ہے۔ جب تک اچھے یا بُرے کاموں کا سدد ہوتا رہتا ہے۔

اس لئے کامل اور دائمی نجات کی صورت یہ ہے کہ انسان سے اچھا یا برا کوئی کام ہی صادر نہ ہو یہی ترک عمل روح کو مادہ کی قید سے آزاد کرکے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا دلاتا ہے یہاں تک کہ یہ موجودہ مادی دنیا پرلے (قیامت) کے بعد پھر جب نئے سرے سے بنے گی تو پھر وہی عمل اور سزا اور جہنم کے آواگون کا چکر شروع ہوگا اور پھر اسی طرح چھٹکارا پائے گی اور دوسرے پرلے کے بعد نیا دور اسی طرح شروع ہوگا۔

یہ چکر ہمیشہ اسی طرح جاری رہے گا۔ کسی نے تناسخ کے چکر کو ان شعروں میں بیان کیا ہے۔

مہاشا جی پھنسے آواگون کے خوب چکر میں
کبھی ہیں بیل تیلی کے کبھی لنگور بندر ہیں

کبھی ہیں باپ اپنے اور کبھی خود اپنے بیٹے ہیں!
کبھی ہیں استری کے در تو گاہے جیٹھ دیور ہیں

اگر ہیں جنوری ستر میں انسانوں کی صورت میں
تو کرنی کے سبب سے بن گئے گیدڑ دسمبر میں

بنے اپریل میں کتے ہیں جھوٹی ہڈیاں کھائیں
جو بدلی جون پھر کوئی ہوئے اُلو نومبر میں

مٹی میں بھیڑ یا بن کر چرندے سیکڑوں پھاڑے
ہوئے گھستے گھساتے لومڑی ماہِ ستمبر میں

جب ان کا حال ہے ایسا کبھی بکری کبھی بھینسا
بھلا ہو کیا محبت خاک پھر فرزند و مادر میں

چرندوں کی پرندوں کی محبت جیسی ہوتی ہے
یوں ہی ہوتی ہے الفت آپ کے بھائی برادر میں

ذرا انصاف تو کیجئے کہ یہ قانون کیسا ہے
بتا سکتا نہیں کوئی کہ کیا تھا پہلے نمبر میں

ہو چوری آگ لگ جائے کرو مت غم مہاشا جی
سمجھ بوجھ ہے کرنی کا ملا ہے پچھلے نمبر میں

نصیحت مان او ناصح کی اب تم اے مہاشا جی
خدا کی راہ پر آؤ یہ کیا ہے جنتر منتر میں

یہ وہ چکر ہے جس سے انسان کو کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا اِلّا یہ کہ ہمالہ کی چوٹی یا غار میں بیٹھ

Marfat.com

کر ترکِ عمل کے ذریعہ خود اپنے وجود سے ہاتھ دھولیا جائے۔

لیکن اگر اصولِ نجات پر دنیا عمل کرے تو یہ بہارستان دم کے دم میں خارستان بن جائے اور ہر قسم کا کاروبار معطل ہوکر یوں بھی دنیا فنا کے قریب آجائے اور بدی کے ساتھ نیکی کا وجود بھی دنیا سے مٹ جائے اور یہ بات بھی دائمی و ابدی نجات نہ ہو کیونکہ ہر پہلے کے بعد وہی جنم، کرم اور آواگون پھر شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن اسلام نے اس چکر سے بچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ زندگی کے زیادہ سے زیادہ صرف تین ہی دور ہو سکتے ہیں۔ حیاتِ دنیا، برزخ اور قیامت۔ دنیاوی زندگی تو سبھی کو معلوم ہے اور برزخ مرنے کے بعد سے کر قیامت تک ہے جو آخرت کی پہلی منزل ہے اور قیامت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اعمال کا بدلہ ملنا خواہ آرام دہ ہو یا تکلیف دہ ہو۔

قرآن مجید اور حدیثوں میں اس کی پوری تفصیل آچکی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے پہلے معدوم محض تھا گویا کہ مردہ تھا پھر پیدا کیا یعنی زندگی بخشی، پھر عمر طبعی ختم ہونے کے بعد موت آئی اور عالم برزخ میں پہنچ گئے جو دنیا اور عالم آخرت کی درمیانی دنیا ہے۔ پھر مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملی جس کی کوئی انتہا نہیں۔

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

کیسے تم اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم پہلے مردہ تھے پھر تم کو اس نے زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا پھر تم کو زندگی بخشے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

پہلی موت تو انسان کی خلقت سے پہلے کی ہے جب وہ مادہ یا عنصر کی صورت میں ہوتا ہے پھر زندہ ہو کر اس دنیا میں پیدا ہوا، یہ اس کی پہلی زندگی ہے، پھر موت آئی، روح نے مفارقت کی اور جسم اپنی مادی صورت میں منتقل ہوگیا۔ یہ دوسری موت ہوئی۔ پھر خدا اس کی روح کو جسم سے ملا کر زندہ کرے گا یہ اس کی دوسری زندگی ہوئی۔ جس کے بعد پھر موت نہیں۔

قرآن پاک میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝

بے شک تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے دعویٰ پیش کروگے۔

Marfat.com

اور فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

سورہ جمعہ میں فرمایا۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو اس سے ملنا ہی ہے پھر تم اس خدا کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو حاضر و غائب کا جاننے والا ہے تو وہ تمہارے کرتوتوں کو بتائے گا۔"

سورۂ قیامہ میں بھی یہی فرمایا گیا ہے۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ۨ الْمَسَاقُ ۝

ہرگز نہیں، جب روح ہنسلی تک آ پہنچے گی اور لوگ کہیں گے اب کون ہے جھاڑ پھونک کر کے بچانے والا اور سمجھا کہ اب جدائی کا وقت آگیا اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ گئی اس دن تیرے پروردگار کی طرف ہے ہانکا جانا۔

اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جن سے قیامت کا ثبوت ملتا ہے اور وہیں اعمال دنیاوی کا بدلہ ملے گا اسی لئے اس دن کو یوم الدین یعنی بدلے کا دن کہا گیا ہے۔

جیسا کہ سورۂ جاثیہ میں فرمایا۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔

جو تم کرتے تھے وہی بدلہ پاؤ گے۔

اور سورۂ نبا میں فرمایا۔

جَزَآءً وِّفَاقًا ۝

اس دن ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق پورا پورا بدلہ ملیگا

اور اس عمل کی دنیا ہی میں زیادہ نگرانی کی گئی ہے کہ اس کے ہر قول و فعل اور نقل و حرکت کو دو خدائی فرشتے رسی آئی ڈی خفیہ طور پر لکھتے رہتے ہیں۔

جیسا کہ سورۂ قٓ میں فرمایا۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ

جب دو لینے والے دائیں اور بائیں بیٹھے لیتے جاتے ہیں کوئی بات وہ نہیں بولتا مگر ایک نگران اس کے

Marfat.com

لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝

پاس حاضر رہتا ہے۔

اور سورۂ زخرف میں فرمایا۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

کیا یہ منکر سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے بھید اور ان کی کانا پھوسی نہیں سنتے، کیوں نہیں بلکہ ہمارے فرستادہ ان کے پاس ان کے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں۔

یہی لکھے ہوئے اعمال یعنی زندگی بھر کے روز نامچے خدا کے سامنے پیش ہوں گے بلکہ خود وہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا لو اسے پڑھ لو، تمہارا نتیجہ تم کو معلوم ہو جائے گا۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

اور ہم نے ہر انسان کا نتیجہ عمل اس کی گردن میں چپکا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو دفتر کر کے نکالیں گے جس کو وہ کھلا ہوا پائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا دفتر (اعمال نامہ) پڑھ لے آج تیرا نفس خود ہی محاسب ہو تو کافی ہے۔

اس کے باوجود بعض لوگ انکار کر دیں گے تو حجت پوری کرنے کے لئے ان کی زبانوں پر مہر لگا دی جائے گی تو بول نہیں سکیں گے اور زبان کے علاوہ سب اعضائے جسمانی کو یہ حکم دے گا کہ جس نے جو جو کام کیا ہے وہ بتائے جس عضو سے جو کام ہوا ہے وہ بتائے گا۔ جس کی تشریح سورہ یٰسین میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اے گنہگارو! آج نیکوکاروں سے الگ ہو کر پہچان میں آ جاؤ۔ آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ پیر اس بات کی گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

اور سورۂ حٰمٓ سجدہ میں فرمایا۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ

اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے اور وہ درجہ بدرجہ بانٹے جائیں گے حتیٰ کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو ان کے کان،

Marfat.com
Marfat.com

وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

ان کی آنکھوں اور ان کی کھالوں نے ان پر ان کے کرتوتوں کی گواہی دی انہوں نے کہا تم نے ہم پر کیوں گواہی دی؟ کہا کہ جس نے ہر چیز کو گویا کیا اسی نے ہم کو بھی گویا کیا۔

سید المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس مقدس کتاب کو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ جیسی حدیث پر ختم کیا ہے جو غالباً اسی طرف اشارہ کرنا ہوگا کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت خدا کی پاکیزگی اور واحدانیت کی شہادت دیتے ہوئے دنیاوی معاملات کو ختم کرنا سب سے زیادہ بہتر ہے۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سب سے بہتر کلام سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔

اس تسبیح پر خیم کرنا نہایت ہی مبارک ہے، مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جو مرتے وقت اس بات کو جانتا ہے کہ خدا کے سوا معبود نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور اسی بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ۔

یعنی تمام اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔

تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کو "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" سے شروع کیا اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" پر ختم کیا تو ابتدا و انتہا دونوں قابل تحسین اور باعث برکات ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے آپ حضرات کا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بحمد اللہ تعالیٰ آج مورخہ ۷ رشوال المکرم ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۷ رنومبر ۱۹۷۱ء یوم جمعۃ المبارکہ کو اسلامی خطبات جلد سوم کی تالیف سے فارغ ہوا۔

عبدالسلام بسنتوی سلفی

مدیر ماہنامہ الاسلام دہلی ۶

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵/۵۱)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

اسلامی خطبات

مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء ——— ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

جلد سوم

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ ○ لاہور

Marfat.com